SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Saturday, May 25, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, Parliament House, Islamabad, at ten of the clock in the morning with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ص
وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ج إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ○ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ
وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ط ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ○ وَلَا
تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ط إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ
كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ○ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ج إِنَّكَ لَنْ
تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ○ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ
رَبِّكَ مَكْرُوهًا ○

ترجمہ : اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکنا ۔ مگر ایسے طریق سے کہ بہت بہتر ہو
ہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے ۔ اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Saturday, May 25, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, Parliament House, Islamabad, at ten of the clock in the morning with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡیَتِیۡمِ اِلَّا بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ حَتّٰی یَبۡلُغَ اَشُدَّہٗ ص
وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَہۡدِ ج اِنَّ الۡعَہۡدَ کَانَ مَسۡـُٔوۡلًا ○ وَاَوۡفُوا الۡکَیۡلَ اِذَا کِلۡتُمۡ
وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِیۡمِ ط ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا ○ وَلَا
تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ط اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَ الۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ
کَانَ عَنۡہُ مَسۡـُٔوۡلًا ○ وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ج اِنَّکَ لَنۡ
تَخۡرِقَ الۡاَرۡضَ وَلَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا ○ کُلُّ ذٰلِکَ کَانَ سَیِّئُہٗ عِنۡدَ
رَبِّکَ مَکۡرُوۡہًا ○

ترجمہ : اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکنا ۔ مگر ایسے طریق سے کہ بہت بہتر ہو
ال تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے ۔ اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور

پرسش ہو گی - اور جب (کوئی چیز) ماپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھرا کرو اور (جب تول کر دو تو) ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو - یہ بہت اچھی بات اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت بہتر ہے - اور (اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے ضرور باز پرس ہو گی - اور زمین پر اکڑ کر (اور تن کر) مت چل کہ تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ جائے گا - ان سب (عادتوں) کی برائی تیرے پروردگار کے نزدیک بہت ناپسند ہے -

QUESTIONS AND ANSWERS

میڈم ڈپٹی چیئرمین : سوال نمبر 51 ، جناب بوستان علی ہوتھی صاحب-

OIL PRODUCTION

51. *Mr. Bostan Ali Hothi: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the steps the Government has taken to achieve self-sufficiency in oil production and check adulteration in the petroleum products?

Chaudhry Nisar Ali Khan: (A) Steps taken to achieve self-sufficiency in oil production:

(i) Liberal incentives and attractive producer prices for oil and gas are given to provide adequate return to the exploration companies;

(ii) The time taken in granting exploration rights has been reduced through one-window operation. (Maximum time limit for award of concessions has been fixed as six months).

(iii) Petroleum policy to attract more external capital and technology is being framed.

(iv) OGDC has been reorganised to make it technically and financially viable.

(B) Steps taken to check adulteration:

(i) Frequency of checks at petrol pumps has been increased.

(ii) Testing facilities have been established at Islamabad, Peshawar, Lahore, Multan, Quetta and Karachi.

(iii) Kits for detection of kerosene in petrol and diesel have been provided at most pumps.

(iv) A Quality Control Cell has been established in the Ministry of Petroleum and Natural Resources to redress the adulteration complaints received from the public.

(v) The difference between kerosene and HSD prices has been reduced from 70 paisas to 10 paisas per liter to discourage mixing kerosene with diesel.

(vi) Petroleum dealers commission has been increased by more than 55% w.e.f. 5-12-1990.

(vii) The oil marketing companies have been directed to instal at least three company operated pumps at district headquarters.

(viii) An expert group is studying the provisions of Pakistan Petroleum (Refining, Blending and Marketing) Rules, 1971 to recommend more affective measures.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ضمنی سوال ، جناب منظور احمد گچکی صاحب -

جناب منظور احمد گچکی : میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ تیل کی پیداوار میں خود کفالت کے سلسلے میں کیا حکومت پاکستان نے برٹش پٹرولیم کے ساتھ کوئی معاہدہ کیا ہے اور کیا وہ مکران میں تیل کی کھدائی کا کام شروع کرے گی یا نہیں اور اس کی میعاد کتنے سال کی ہو گی اور کیا اس میں offshore drilling بھی شامل ہے یا نہیں -

چوہدری نثار علی خان : جو سوال پوچھا گیا ہے وہ اس سے متعلق نہیں ہے مگر معزز سینیٹر کے حکم کے مطابق میں جواب دے دیتا ہوں - یہ درست ہے کہ حکومت

پاکستان نے برٹش پٹرولیم کے ساتھ ایک exploration agreement کیا ہے اور یہ اس علاقے کے بارے میں ہے جس کے متعلق معزز سینیٹر نے سوال کیا ہے مجھے offhand اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس میں offshore drilling بھی شامل ہے یا نہیں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : سید عبداللہ شاہ صاحب -

سید عبداللہ شاہ : وزیر صاحب نے جواب کے حصہ B جزو پانچ میں فرمایا ہے کہ ملاوٹ کو چیک کرنے کے لئے

"..... difference between kerosene and HSD prices has been reduced from 70 paisas to 10 paisas....."

I would like to know whether they have increased the price of kerosene to do this thing.

Ch. Nisar Ali Khan: No, Sir, we have not increased the price of kerosene. Actually we are talking about the adjustments in POL prices that took place about two months ago. We did not increase the price of kerosene. We maintained it at the pre-hike level and we increased the price of diesel.

Madam Deputy Chairman: Dr. Bisharat Elahi Sahib -- supplementary.

Dr. Bisharat Elahi: Madam Chairperson, I would like to know from the honourable Minister whether these checks at the petrol pumps have been increased and whether these checks are selected at random or all the petrol pumps have been checked and whether they have any control over the source (from which the oil comes) and will they have any control enroute from the source upto the retail points?

Ch. Nisar Ali Khan: Madam, checking is being carried out at two levels. At the Ministry level, I myself personally am heading the Quality Control Cell and we have carried out checks in various parts of the country and I myself have done the checking, it has been done at random. At the same time we have instructed the provincial governments to carry out checks both at random and in response to various complaints that come either to the Ministry of Petroleum or to the provincial governments directly. As regards the third part of the question, yes, we have carried out checks at the source level also. We had received certain complaints. We feel that there is a minimum level of danger or risk that adulteration is taking place at that level but just to assure our dealers and to assure everybody all around we have also carried out random checks at the source.

ڈاکٹر محمد ریحان : کیا ہمارے محترم وزیر صاحب یہ فرمائیں گے کہ جس طرح وہ اسلام آباد میں پٹرول پمپوں کی بذات خود چیکنگ کر رہے ہیں جیسا کہ اخبارات میں اور ٹی وی میں آ رہا ہے اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں ، اسی طرح سے کیا ملک کے دوسرے حصوں میں واقع پٹرول پمپوں کا وہ خود معائنہ کرنے کے لئے تیار ہیں -

چوہدری نثار علی خان : جی ، میں ضرور ایسا کروں گا - اس وقت یہ مسئلہ اتنا گھمبیر اور مشکل ہے کہ اسے اچانک حل نہیں کیا جا سکتا - تیسری دنیا کے جتنے بھی ممالک ہیں ، وہاں اس ملاوٹ کو ختم کرنے کے لئے حکومت نے اس کو اتنی پرائرٹی نہیں دی جتنی کہ اس کو ملنی چاہیئے تھی - ہمارے معزز اراکین اس بات کے گواہ ہیں کہ جو ترقی یافتہ ممالک ہیں وہاں ملاوٹ نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ اس فعل کو وہاں بہت ہی بری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے - اس جرم پر نہ صرف بڑی سخت سزا دی جاتی ہے بلکہ public impression اور public opinion بھی اس کے سخت خلاف ہے -

جناب والا! یہ وزیر کا کام نہیں ہے کہ وہ پٹرول پمپوں کا معائنہ کرے مگر گزشتہ دور حکومت میں یعنی جونیجو صاحب کے دور حکومت میں جب یہ portfolio میرے پاس تھا

میں نے اس کو روکنے کے لئے کچھ کوشش کی تھی کہ بدقسمتی سے مشکل یہ ہے کہ وزارت پٹرولیم کو چیکنگ کے جو اختیارات حاصل تھے وہ ہم نے صوبوں کو منتقل کر دیئے ہوئے ہیں - صوبائی حکومتیں ضلعی انتظامیہ کے ذریعہ ان پر عملدرآمد کراتی ہیں - جب یہ مسئلہ پولیس اور ضلعی انتظامیہ کے پاس جاتا ہے تو وہاں طرح طرح کی شکایت سامنے آتی ہیں مثلاً یہ کہ وہاں مناسب چیکنگ نہیں ہوتی ہے یا پٹرول پمپوں سے ماہانہ بھتہ وصول کیا جاتا ہے -

Therefore, we felt the need to examine as to what was happening there.

ہم نے اپنے طور پر یہ کام شروع کیا تھا ، اور میں آپ کو یہ بتا دوں کہ میں نے صرف اسلام آباد میں ہی چیکنگ نہیں کی ہے بلکہ ہائی ویز پر بھی کی ہے ، پہلے مرحلے پر میں نے 6 پمپ چیک کئے تھے اور یہ 6 کے 6 ملاوٹ والے نکلے تھے - اس کے بعد ہم نے مزید چیکنگ کی مگر تیسرے مرحلے میں میں نے کوئی 9 پٹرول پمپ چیک کئے ، ان میں سے صرف دو ملاوٹ والے نکلے جہاں ملاوٹ کی مقدار میں بہت ہی کم تھی - جناب اس سے آپ تاثر لے سکتے ہیں کہ اس چیکنگ کا impression اور impact کیا ہوا ہے مگر ہم اس چیکنگ کو پورے ملک میں پھیلانا چاہتے ہیں ، انشاء اللہ اگلے چند ہفتوں میں کوئٹہ ، کراچی اور لاہور سے میں اس مہم کا آغاز کروں گا -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب اقبال حیدر صاحب ، ضمنی سوال -

Syed Iqbal Haider: Will the honourable Minister be prepared to take action where well organized adulteration is openly taking place? Half a mile away from the Oil Terminal at Kemari the whole road from Kemari upto Korangi which is a back side road, it is not the main road, is being used openly for this adulteration. Hundreds of tankers are standing there and the main purpose of their standing is to adulterate and dilute the petroleum products with the inferior quality in a blatant open manner. Is the honourable Minister aware of it?

Ch. Nisar Ali Khan: I am not aware of this but I am very grateful to the honourable Senator for bringing it to my notice. I assure him that immediately after I get out of the House, I will pass

instructions not only to my people in Karachi but also to the Provincial Government to carry out raids. As I said, I am grateful to the Senator. I would also welcome suggestions and complaints from other honourable Senators and from the public in this regard. Unfortunately we are not getting response from the people up to our expectations. Lot of things can be remedied provided such information is given. I can assure him that after due verification I will take action against the relevant oil companies whose job is to check such adulteration.

Syed Iqbal Haider: Sir, on your next visit give me a privilege of taking you to few places or if you are not free then depute somebody else. I know several other places in Karachi where this pilferage and adulteration is taking place.

Ch. Nisar Ali Khan: I will do that.

Madam Deputy Chairman: Next question No. 52 Mr. Bostan Ali Hothi.

HOUSING POLICY

52. *Mr. Bostan Ali Hothi: Will the Minister for Housing and Works be pleased to state the date by which the new housing policy will be announced and the reasons for the delay in the announcement of this policy?

Sardar Muhammad Yaqoob Khan Naser: The National Housing Policy documents are in the process of printing for submission to the Cabinet, it is, therefore, anticipated that the National Housing

Policy will be submitted to the Cabinet by mid of June 1991.

Since the Housing Policy is a subject which is interdisciplinary and involve many areas like land, finance, low cost technology etc. Therefore inclusion of all these aspects alongwith obtaining of consensus from the Provinces, the concerned federal agencies and private sector have taken some time to complete. However, the present Government have expedited the process and have not finalized all the matters.

چوہدری امیر حسین : جناب چیئرمین! مجھے ایک گزارش کرنی ہے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی فرمائیے -

چوہدری امیر حسین : آج وزیر صاحب نے ایوان میں حاضر ہونا تھا ، لیکن کراچی میں مصروف ہونے کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکے اس لئے وزارت ہاؤسنگ سے متعلقہ سوالات کل پر رکھ لیں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یہ سوال تین دن پہلے اٹھائے گئے تھے ، اس وقت بھی وزیر صاحب موجود نہیں تھے - بہرحال یہ کل کے لئے رکھ لیتے ہیں -

(مداخلت)

سردار محمد یعقوب خان ناصر : جی میں جواب دوں گا -

چوہدری امیر حسین : کیا آپ جواب دیں گے - مجھے تو وزارت ہاؤسنگ نے یہ پیغام پہنچایا ہے جو میں نے چیئرمین صاحب کو دے دیا ہے -

سردار محمد یعقوب خان ناصر : یہ اربن افئیرز ڈویژن سے متعلقہ ہیں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی سوال نمبر 52 کے متعلق کوئی ضمنی سوال -

چوہدری امیر حسین : جی میں ، صحیح طور پر وضاحت نہیں کر سکا - بات یہ ہے کہ جو سوالات سید طارق محمود ، وزیر ہاؤسنگ و تعمیرات سے متعلقہ ہیں ان کے بارے میں گزارش ہے کہ ان کو کل لیا جائے -

ڈاکٹر محمد ریحان : میں وزیر متعلقہ سے گزارش کروں گا کہ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ جہاں جہاں اس وقت ہاؤسنگ کالونیاں بن رہی ہیں وہاں پر اثر و رسوخ والے لوگ شاپنگ سنٹرز یا پلازے بنا لیتے ہیں ، اس طرح سے وہ سارا ماحول بگاڑ دیتے ہیں ، اس کا سدباب کرنے کے لئے ہاؤسنگ پالیسی میں اس بات کا پورا پورا خیال رکھا جائے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : سردار یعقوب ناصر صاحب -

سردار محمد یعقوب خان ناصر : جناب والا! اس ہاؤسنگ پالیسی کا مقصد ہی یہ ہے کہ ان تکالیف کو دور کیا جائے - انشاء اللہ ان تمام چیزوں کا خیال رکھا جائے گا - جب یہ پالیسی سامنے آئے گی تو اس میں ان تمام چیزوں کا حل موجود ہو گا -

Madam Deputy Chairman: Any other supplementary?

Mr. Manzoor Khan Gichki: Point of order.

Madam Deputy Chairman: Yes, point of order.

جناب منظور احمد گچکی : میں یہ عرض کروں گا کہ سردار یعقوب صاحب کب سے ہاؤسنگ کے وزیر بن گئے ہیں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکر کریں کہ جواب دے رہے ہیں -

سردار محمد یعقوب خان ناصر : جناب جب سے وزیر بنا ہوں ، اربن افیئرز اور ماحولیات میرا پورٹ فولیو رہا ہے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ضمنی سوال سید فصیح اقبال صاحب ۔

سید فصیح اقبال : جناب میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ قومی ہاؤسنگ پالیسی میں صوبوں کا بھی خیال رکھا گیا ہے یا نہیں ؟

سردار محمد یعقوب خان ناصر : جناب اس پر ہم نے 6 جون کو میٹنگ بلائی ہے اور تمام صوبوں سے متعلقہ وزرائے کرام اور ماہرین و سیکرٹریز بھی وہاں آئیں گے 15 دن پہلے ان کو یہ پالیسی بھیج دی گئی تھی اور انکی سفارشات وغیرہ آئی ہیں اور 6 جون کو ان سے آخری میٹنگ کرکے کیبنٹ میں پیش کی جائے گی ۔

Madam Deputy Chairman: Anyother supplementary question? No. Next question No. 53.

LOK VIRSA

53. *Mr. Bostan Ali Hothi: Will the Minister for Culture, Sports and Tourism be pleased to state:

(a) the name of the presnt head of Lok Virsa; and

(b) the name of the person involved in the alleged breaking open the locks of the Lok Virsa office on 30th March, 1991 and the action, if any, taken against him?

Sardar Mehtab Ahmed Khan: (a) Mr. Uxi Mufti.

(b) Mr. Ahmad Faraz, the former Executive Director, Lok Virsa, was involved in breaking open the locks of Lok Virsa office on March 27, 1991 (not on March 30, 1991). He was assisted by two employees of Lok Virsa also. A Police report has been filed by the Ministry of Culture and departmental inquiry has been constituted

against the two employees of Lok Virsa. The case of Mr. Ahmad Faraz is sub-judice in the Lahore High Court, Lahore.

Madam Deputy Chairman: Supplementary question?

Mr. Hasan A. Shaikh: I did not understand as to what is the first answer?

(a) Mr. Uxi Mufti.

Sardar Mehtab Ahmed Khan: Madam Chairperson, Mr. Uxi Mufti is a Director in Lok Virsa.

Mr. Hasan A. Shaikh: What is the case against Mr. Ahmad Faraz?

Sardar Mehtab Ahmed Khan: In fact, Mr. Ahmad Faraz was a Director in Lok Virsa, on contract for sometime back, and when his contract was finished Mr. Uxi Mufti was appointed as its Director. So, Mr. Ahmad Faraz went to the court of law for redressal since his contract was prematurely finished. He asked for redressal against his premature retirement from that post.

Madam Deputy Chairman: Prof. Khurshid Ahmed for supplementary.

پروفیسر خورشید احمد : جہاں تک جواب کا تعلق ہے اس میں یہ بات میں نے پڑھی ہے اگر صحیح ہے تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ

Mr. Ahmad Faraz, the former Executive Director, Lok Virsa, was involved in breaking open the locks of Lok Virsa office on March 27, 1991 (not on March 30) . He was assisted by two employees of Lok

Virsa also. A Police report has been filed....

سوال اس کے بارے میں ہے نہ کہ معاہدے کے premature ختم ہونے یا معاہدے کے illegal یا legal ہونے کے بارے میں نہیں - آپ بتائیں کہ کیا الزامات تھے اور ان کو آگے pursue کیوں نہیں کیا گیا -

سردار مہتاب احمد خان : جناب پوچھا یہ گیا تھا کہ احمد فراز صاحب عدالت میں کیوں گئے ہیں اس کا میں نے جواب دیا تھا -----

جناب حسن اے شیخ : یہاں بات یہ نہیں ہے کہ احمد فراز عدالت میں گئے تھے بلکہ یہ ہے کہ آپ لوگ عدالت میں گئے تھے -

سردار مہتاب احمد خان : جی ہاں 27 مارچ کو احمد فراز نے لوک ورثہ کے دو دیگر ملازمین کے ہمراہ ضرور دروازہ توڑا تھا اس بارے میں لوک ورثہ کے ملازمین کے خلاف محکمانہ انکوائری جاری ہے اور جونہی مکمل ہوئی انشاء اللہ آپ کو ، ضروری اطلاع دی جائے گی -

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 27 مارچ کو جس طرح یہاں جواب میں ظاہر کیا گیا ہے کہ دروازے توڑے گئے تو کیا احمد فراز کو 27 تاریخ سے پہلے کوئی ڈسمسل آرڈر دیا جا چکا تھا یا اسکو پتہ ہی نہیں تھا اور وہ وہاں گیا تھا -

سردار مہتاب احمد خان : جی ہاں انکو ڈسمسل کی باقاعدہ اطلاع تھی -

جناب منظور احمد گچکی : کس تاریخ کو -

(مداخلت)

جناب منظور احمد گچکی: جناب میرا سوال بڑا سادہ تھا، میں یہ پوچھنا چا رہا تھا کہ یہ 27 تاریخ کو دفتر گئے ہیں اور -----

سردار مہتاب احمد خان : 19 دسمبر 1990ء کو انہیں ڈسمس کیا گیا تھا ۔

Madam Deputy Chairman: Supplementary by Syed Abdullah Shah.

Syed Abdullah Shah: Will the honourable Minister inform this House about the qualifications of Mr. Uxi Mufti who has been appointed as Executive Director in place of Mr. Ahmad Faraz.

Sardar Mehtab Ahmed Khan: This is a fresh question and I would like to have a fresh notice for it. Mr. Uxi Mufti is the pioneer of Lok Virsa and it is not a new appointed. In fact, he was transferred from this position to another and has been called back on the same position. Mr. Uxi Mufti has been for a very long time in Lok Virsa.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب عبداللہ شاہ صاحب آپ نیا سوال کرلیں ۔ جی ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب ضمنی سوال ۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : اس سوال کے جواب سے واضح نہیں ہوتا کہ یہ جو کیس احمد فراز صاحب نے دائر کیا ہوا ہے وہ ہائی کورٹ میں ہے یا چوری کے سلسلے والا کیس ہائی کورٹ میں ہے ۔

سردار مہتاب احمد خان : میں تفصیل بتا سکتا ہوں لیکن آپ مجھے وقت دے دیں، سیشن ختم ہونے سے پہلے میں تفصیل سے جواب دے دونگا ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ڈاکٹر صاحب وہ پوری تفصیل کے ساتھ جواب دینے کے لئے تیار ہیں، انہیں کچھ وقت دے دیں ۔

Dr. Bisharat Elahi: Why not?

Sardar Mehtab Ahmed Khan: Before the close of the session, I shall give you the reply.

(interruption)

Madam Deputy Chairman: Next question No. 54.

CONSTRUCTION OF A CARDIAC UNIT IN JACOBABAD

54. ***Mir Sohrab Khan Khoso:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether it is a fact that Pakistan State Oil had started construction of a ward for cardiac diseases in Jacobabad, Sindh which was inaugurated by Ex-Prime Minister Mrs. Benazir Bhutto, if so, the stage of work done on the said project and the reasons, for the delay, if any?

Ch. Nisar Ali Khan: No.

Madam Deputy Chairman: Any supplementary?

جناب عبدالرحمان خان جمالی : جہاں تک میری معلومات ہیں سابق وزیراعظم صاحبہ نے اسکا افتتاح کیا تھا لیکن یہاں پر وزارت کی طرف سے جواب میں 'No' لکھا گیا ہے - کیا وزیر صاحب صحیح صورتحال بتا سکتے ہیں -

چوہدری نثار علی خان : جی ڈپٹی چیئرمین صاحبہ ! جو جواب "No" میں دیا ہوا ہے وہ پاکستان سٹیٹ آئل کی طرف سے ہمیں ملا ہے - سوال یہ تھا کہ کیا پاکستان سٹیٹ آئل نے cardiac diseases کے علاج کے لئے جیکب آباد میں ایک cardiac unit تعمیر کرنے کے لئے commitment کی جس کا افتتاح وزیر اعظم صاحبہ نے کیا تھا- اب صورتحال یہ ہے کہ نہ تو کوئی ایسے آرڈرز دستیاب ہیں اور نہ ہی پاکستان سٹیٹ آئل

کے انتظامی بورڈ کے پاس اکا کوئی ریکارڈ ہے - پاکستان سٹیٹ آئل کے اس وقت جو منیجنگ ڈائریکٹر تھے وہ اس وقت وہاں نہیں ہیں - مجھے نہیں معلوم کہ اپنے طور پر انہوں نے کوئی commitment دی ہو اگر انہوں نے دی بھی ہوگی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات مناسب نہیں تھی کیونکہ پاکستان سٹیٹ آئل ایک پبلک سیکٹر ادارہ ہے - آئل کی فیلڈ میں اگر اپنے ٹریک یا اپنی لائن سے ہٹ کر کسی اور فیلڈ میں اسے involve کریں گے تو

You will open a pandora's box and you will compromise its line of responsibility and its line of activities

جہاں تک ریکارڈ کا تعلق ہے کسی لیول پر بھی پاکستان سٹیٹ آئل کی طرف سے کوئی اس کی تعمیر کے لئے یقین دہانی نہیں کرائی گئی -

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے- سوال میں پاکستان سٹیٹ آئل کا ذکر کرتے ہوئے سابقہ وزیراعظم کی طرف سے اس یونٹ کی تعمیر کے افتتاح کا حوالہ دیا گیا ہے - یہ معمولی بات نہیں ہے کہ کسی کے پاس اس کا ریکارڈ نہ ہو - کیا کہیں ایسا تو نہیں کہ پاکستان سٹیٹ آئل والوں نے انہیں خوش کرنے کے لئے یہ پیشکش کی ہو کہ وہاں ایک cardiac unit تعمیر کریں گے اور جس وقت اس وزیر اعظم کا دور حکومت ختم ہو گیا تو کہہ دیا کہ ان کے پاس اس کا کوئی ریکارڈ ہی نہیں ہے، یہ تو بڑے افسوس کی بات ہے اس کی باقاعدہ تحقیقات ہونی چاہیئے - کل ہمارے موجودہ وزیر اعظم صاحب کے ساتھ بھی وہ ایسا کر سکتے ہیں پھر تو یہ مذاق بن جائے گا -

چوہدری نثار علی خان : میں معزز سینیٹر کو یقین دلاتا ہوں اور میں اپنی وزارت کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ جو بھی سابق وزیراعظم گزرے ہیں ہم ان کی commitment اور اعلانات پر پوری طرح عملدرآمد کریں گے - جہاں تک سابقہ وزیراعظم صاحبہ کا تعلق ہے وہ تو منتخب وزیراعظم تھیں ہم انہیں تسلیم کرتے ہیں - اس وقت بھی کرتے تھے اور آج بھی کرتے ہیں - جہاں تک ان کی کسی commitment کا تعلق ہے جس میں کوئی غیر قانونیت involve نہ ہو یا کوئی اور ایسا مسئلہ نہ ہو تو

we are totally committed to it

جہاں تک اس معاملے کا تعلق ہے ، میں نے صرف اس بات کی وضاحت کی ہے کہ پاکستان سٹیٹ آئل ایک پبلک سیکٹر آرگنائزیشن ہے، اس کا ایک اپنا منیجمنٹ بورڈ ہے - کسی بھی آرگنائزیشن میں اور خصوصی طور پر اس آرگنائزیشن میں زبانی احکام نہیں چلتے - جب بھی

وزیراعظم کی سطح پر یا کسی دیگر اعلیٰ سطح پر کوئی آرڈرز ہوتے ہیں یا کسی قسم کا ڈائریکٹو جاری ہوتا ہے ، تو باقاعدہ تحریری طور پر ہوتا ہے - یہاں تحریراً کسی قسم کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے - مگر معزز سینیٹر کے خدشات ختم کرنے کے لئے میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس کی مزید تحقیقات کر لیتے ہیں اگر کسی لیول پر بھی یہ commitment پی ایس او کی طرف سے یا ہماری وزارت کی طرف سے پائی گئی تو میں اس پروجیکٹ کو implement کرنے پر پی ایس او کو مجبور کروں گا -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ڈاکٹربشارت الٰہی صاحب ضمنی سوال -

ڈاکٹر بشارت الٰہی : میڈم چیئرمین! وزیر صاحب نے فرمایا کہ یہ پبلک سیکٹر آرگنائزیشن ہے اور وہ آئل کا کام کرتی ہے اس لئے یہ کام ان کی line of activity میں نہیں ہے -

and if they go into a project like this that will open up pandora's box. To me this is purely a social welfare project meant for the benefit of the poeple and the masses. It is not a diversification of business.

اس لئے اگر ان کا خیال ہے کہ پی ایس او کو یہ کرنا ہی نہیں چاہیئے - یا اسے اس میں involve ہی نہیں ہونا چاہیئے تو میں ان کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب چوہدری نثار علی صاحب!

چوہدری نثار علی خان : جناب میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ پی ایس او کی یا ہماری وزارت کی commitment موجود ہوئی تو ہم اسے پورا کریں گے قطع نظر اس کے کہ ہمارا view کیا ہے - مگر جہاں تک میری اس سٹیٹمنٹ کا تعلق ہے کہ یہ compromise کرتی ہے -as a matter of policy میں اب بھی اس پر سٹینڈ کرتا ہوں - محترمہ چیئرمین صاحبہ! اگر میں چاہوں کہ میرے حلقہ انتخاب میں اسے precedent بنا کر پی ایس او کوئی روڈ بنائے - کوئی ہسپتال قائم کرے - کوئی انسٹی ٹیوٹ قائم کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی situation compromise ہو گی - آج اگر ہمارے موجودہ وزیراعظم کہیں کہ کسی علاقے میں پی ایس او یہ کام کرے - کوئی سینیٹر صاحبان یا ایم این اے صاحبان یہ precedent quote کر کے ہمیں کہیں تو ظاہر ہے وہ compromise ہوگی -

It is working under a charter, under certain laws. Then, I think we are in a position, any government in power is in a position to mis-use that particular organization for political ends.

Madam Deputy Chairman: Mr. Hasan A. Shaikh: on a supplementary.

Mr. Hasan A. Shaikh: A question has been asked whether it was inaugurated by the ex-Prime Minister Benazir Bhutto. Can you say whether it was inaugurated or not?

Madam Deputy Chairman: Yes, Ch. Nisar Ali.

چوہدری نثار علی خان : جیسے میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ ہماری وزارت کا ان اداروں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے - میں نے اپنے طور پر اس کی تحقیقات کی ہے ----

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وہ پوچھ رہے ہیں کہ انہوں نے اس کا افتتاح کیا تھا یا نہیں -

چوہدری نثار علی خان : ہمیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے -
we are not concerned with this institute. The Ministry of Petroleum has got no. business with Cardiac Institute.

Mr. Hasan A. Shaikh: But newspapers say so. If it is inaugurated by the ex-Prime Minister cannot you ask your Ministry to check it up?

Ch. Nisar Ali Khan: Sir, we just had about four, five days for this question. I will check it up. I will go into the details as I

assured the honourable Senator just a few minutes ago, I will go into this, I will go into the role of the PSO and our Ministry. As I have said if there is even a verbal commitment we will honour it.

Madam Deputy Chairman: Thank you. Syed Iqbal Haider.

سید اقبال حیدر : کیا محترم وزیر پٹرولیم کو معلوم ہے کہ پی آئی اے مرغی کے بچے نکالنے کا کاروبار کر سکتی ہے تو کیا پی ایس او اپنے ملازمین کا علاج کرنے کا کوئی انتظام نہیں کر سکتی ۔

چوہدری نثار علی خان : میڈم چیئرمین! میرا خیال ہے کہ
to be fair to the honourable Senator and me, I think it is not a relevant question. This is not a line of business. We are not asking PSO to go into a line of business fromwhere it hopes to get certain profit. This is social service and this is not service to its employees. I think the employees of Pakistan State Oil are being well cared for medically and otherwise.

Madam Deputy Chairman: Next question is No. 55, Syed Abbas Shah Sahib.

TERMINAL OFFICERS

55. ***Syed Abbas Shah:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the names of Senior Terminal Officers Working in PSO, Unit-B Kemari, Karachi indicating also their length of service as Senior Terminal Officer;

(b) the names of those Senior Terminal officers who have been promoted to Group-5 since 1988; and

(c) the procedure and criteria adopted for the promotion of Senior Terminal Officers to Group-5?

Ch. Nisar Ali Khan: (a):

	Name	Length of Service (Years)	Length of Service as Sr. Officer (Years)
1.	S.M. Attique.	27	5
2.	S. Zahid Ali.	26	2
3.	Amjad M. Khan.	17	4
4.	S. Abid Raza.	15	5
5.	Khalid Hussain.	14	2
6.	Mazhar Mahmood.	11	3
7.	Abdul Waheed Soomro.	6	6

(b) 1. Mr. Shahbuddin.
2. Mr. Kamal Anwar. } both promoted on 1-7-1989.

(c) Based on merit, experience and potential assessed by a selection board.

سید عباس شاہ : نہیں نہیں - غلط طریقے سے مجھے اس میں ملوث کیا گیا ہے -

I would not ask such irresponsible question, I am sorry I have never asked this question.

(interruption)

Madam Deputy Chairman: Next question No. 56. Hafiz Hussain Ahmed.

ALLOTMENT OF QUARTERS ON STANDARD RENT

56. *Hafiz Hussain Ahmed: Will the Minister for Housing and Works be pleased to state the total number of Government quarters allotted on standard rent in Sector G-6, Islamabad, indicating also the names, designation, date of allotment separately in each case with category-wise breakup?

Syed Tariq Mahmood: The information is being collected and will be placed on the table of the House as soon it is finalised.

Madam Deputy Chairman: Any supplementary.

چوہدری امیر حسین : وزیر صاحب نے گزارش کی تھی کہ وہ کل آ جائیں گے اس لئے یہ سوال کل پر رکھ لیں -

جناب منظور احمد گچھی : پوائنٹ آف آرڈر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وزارت تعمیرات و مکانات سے متعلقہ حافظ صاحب کے سوالات کے جوابات نہیں ہیں - کیا وزیر موصوف کل ان کا جواب دے سکیں گے -

چوہدری امیر حسین : آج وزیر صاحب بھی نہیں ہیں - حافظ صاحب بھی نہیں ہیں - لہذا کل کے لئے رکھ لیا جائے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ کی commitment ہے - کل ضرور رکھنا ہے -

چوہدری امیر حسین : میں ان سے کہوں گا کہ کل اس کا جواب دے دیں -

Madam Deputy Chairman: Next question No. 57.

ڈاکٹر بشارت الہی : آپ نے صرف سوال رکھنے ہیں یا ان کے جوابات بھی ہوں گے کیونکہ جواب کسی کا نہیں ہے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جوابات بھی ساتھ ہوں گے - صرف سوال رکھ کر کیا کرنا ہے - چوہدری امیر حسین صاحب! کیا کل جوابات بھی ان کے ساتھ ہوں گے -

چوہدری امیر حسین : میں نے گزارش کی ہے کہ میں ان سے کہہ دوں گا کہ وہ کل ان سوالات کا جواب دیں - جواب تو انہوں نے دینا ہے - میں ان سے کہہ دوں گا- محترمہ! ہو سکتا ہے کہ اگلا روٹا ڈے اس سیشن میں نہ آ سکے یا بہت تاخیر سے آئے - اس لئے گزارش ہے کہ کل چونکہ روٹا ڈے نہیں ہے اس لئے اسے as it is کل پر رکھ لیں -

He will be personally present here in the House.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : پوائنٹ آف آرڈر جناب میں یہ سمجھنا چاہوں گا:

ع

یہ کل کل کے وعدے کچھ سمجھ پڑتے نہیں
یہ بتا دیں آئے گا کل کتنے کل آنے کے بعد

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وزیر صاحب نے commitment کی ہے کہ کل سوالات کے جوابات کے ساتھ وزیر صاحب حاضر ہوں گے - اگلے سوالات نمبر 57 ، 58 ، 59 ، 60 کے جوابات بھی نہیں ہیں - یہ سارے سوالات پھر کل پر رکھتے ہیں - اگلا سوال نمبر 61 پروفیسر خورشید احمد -

PROTECTION OF HISTORICAL PLACES

61. *Prof. Khurshid Ahmed: Will the Minister for Culture, Sports and Tourism be pleased to state whether it is a fact that the archaeological remains of "Moenjodaro" and other historical places are exposed to erosion; if so, the steps the Government have taken to protect these monuments from rain water, consideration, metal corrosion, biological agents, moisture, waterlogging and salinity?

Sardar Mehtab Ahmed Khan: Yes it is fact that the

archaeological remains of Moenjodaro and other historical places, being exposed in the open and generally located in remote areas are facing the problem of erosion. The Department of Archaeology and Museums, Ministry of Culture, Sports and Tourism, Government of Pakistan being the major custodian of the culture heritage of the country has been taking following conservation/preservation/ preventive measures under the annual repairs, special repair and development programmes for protecting the sites and historical monuments from this menace:-

(i) Eradication of lichens, algae and mosses,
(ii) Removal of salts deposits on monuments,
(iii) Protection against leaching by rain water,
(iv) Checking of alkalinity,
(v) Removal of surface deposits,
(vi) Grouting of cracks and cavities, and
(vii) Stabilization of unstable parts of monuments.

Besides, the scientific preservation of world famous Moenjodaro remains is in progress with the financial assistance of UNESCO under a comprehensive Master Plan which was prepared jointly by the Pakistan and UNESCO experts after detailed studies and investigations of various problems.The Master Plan comprises the following schemes:-

(i) Ground water control.
(ii) Protection against river erosion.
(iii) Conservation of structural remains.
(iv) Landscaping of the site.

The scheme of conservation of structural remains includes the

following four major treatments:-

(i) Isolation of the structures from migrating salts in solution.

(ii) Consolidation of those parts that have decayed.

(iii) Desalinization of the standing sturctures.

(iv) Protection against leaching by rain water and also efficient drainage of rain and run-off water.

پروفیسر خورشید احمد : ضمنی سوال - میں ممنون ہوں ان معلومات کے لئے جو وزیر صاحب نے دی ہیں لیکن میں جاننا چاہوں گا کہ اس بات کو monitor کرنے کا طریقہ کیا ہے کہ کہاں تک یہ کام ہو رہا ہے اور جو exposure کی بنا پر موہنجوداڑو میں نقصان ہو رہا ہے اسے کس طرح آپ monitor کر رہے ہیں - اس کا میکنزم کیا ہے -

سردار مہتاب احمد خان : جناب صحیح بات تو یہ ہے کہ وزارت کے پاس بہت ہی کم فنڈز ہیں ، تمام فنڈز محکمہ آثار قدیمہ کے پاس ہیں اور پاکستان بھر میں جو monuments وزارت کے پاس ہیں جن کو look after کیا جاتا ہے ان کی تعداد بھی بہت بڑی ہے اور ہمارے لئے ممکن نہیں ہے کہ اس کے لئے بہت .زیادہ فنڈز رکھ سکیں- لیکن خوش قسمتی سے موہنجوداڑو world heritage کی لسٹ پر آ چکا ہے اور اس کے لئے یونیسکو کی مدد سے ایک ماسٹر پلان تیار کیا گیا ہے جس پر کام جاری ہے - اور موہنجوداڑو کے لئے 1975ء میں ایک اتھارٹی بھی بنا لی گئی تھی اس کے چیئرمین جسٹس عبدالقادر شیخ ہیں جو اس پر کام کر رہے ہیں لیکن فنڈز کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور ابھی monitoring کی جو بات انہوں نے کی ہے صحیح بات یہ ہے کہ ہم پوری طرح اس کو کنٹرول نہیں کر سکے کیوں کہ بنیادی مسئلہ فنڈز کا ہے - ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کے لئے آئندہ بجٹ میں اس رقم کو کم از کم دو گنا کر دیا جائے اور خاص طور پر موہنجوداڑو کے لئے زیادہ رقم مہیا کی جائے ، اس سے ہم سارے پراجیکٹس کو follow up کر سکیں گے -

پروفیسر خورشید احمد : کیا وزیر محترم بتا سکیں گے کہ یونیسکو سے اب تک کتنے فنڈز ملے ہیں اور ان کا استعمال کس طرح ہوا ہے -

سردار مہتاب احمد خان : جناب اس سوال کے لئے فریش نوٹس دے دیں تو پوری تفصیل مہیا کر دی جائے گی ۔

پروفیسر خورشید احمد: اتھارٹی کو بنے ہوئے تقریباً 16 سال ہو چکے ہیں، اس وقت تک اتھارٹی نے ان کی preservation کے لئے کیا کیا ہے ۔ کیا وزیر صاحب یہ بتا سکیں گے ۔

سردار مہتاب احمد خان : جناب اس کے لئے فریش نوٹس دے دیں تا کہ ہم انہیں پوری تفیصل دے دیں ۔ یہ بڑا تفصیل طلب معاملہ ہے میں پوری معلومات دے دوں گا ۔

Madam Deputy Chairman: Yes, Jam Karar-ud-Din, supplementary question.

Jam Karar-ud-Din: Will the Minister let us know whether there is any programme under consideration of the Government to develop one point Gorakh in Dadu district as a hill station?

سردار مہتاب احمد خان : جناب میں سوال نہیں سمجھ سکا ، معزز رکن سوال دہرا دیں ۔

Jam Karar-ud-Din: Sir, there is one Gorakh Hill in Dadu district which is to be developed as a Hill Station in Sindh. Is there any programme with the Government to develop that point as a Hill Station because the funds are reserved for its development?

سردار مہتاب احمد خان : جناب اس کا تعلق اس سوال کے ساتھ نہیں ہے یہ اگر فریش نوٹس دے دیں تو جواب دے دیا جائے گا ۔

سید فصیح اقبال : جناب والا! میں وزیر موصوف کے جواب سے مطمئن ہوں ۔

میں پروفیسر خورشید احمد صاحب کو اس سوال کے جواب میں عرض کر دوں کہ میں اور چیئرمین سینٹ ہم دونوں موہنجودڑو اتھارٹی کی دعوت پر وہاں گئے تھے - وہاں جو کام یونیسکو کے ذریعے ہوا ہے وہ بہت شاندار کام ہوا ہے اور 1980ء سے اب تک 15 کروڑ روپے ان کو ملے ہیں - میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ بجٹ بالکل نہیں ہے - میں اسی سلسلے میں مہر گڑھ تہذیب کے لئے بھی کہوں گا کہ میں نے رپورٹ بھیج دی ہے کہ آپ موہنجوداڑو اور مہرگڑھ تہذیب کے لئے بھی حصول فنڈز کے لئے لکھیں -

سردار مہتاب احمد خان : جناب چیئرمین! خوش قسمتی سے پاکستان ایسے خطے میں واقع ہے جہاں پر دنیا کی بڑی قدیم تہذیبیں ہیں

In fact we have to initiate a big programme, if we have to include in it the civilization as the honourable Senator has indicated. But I assure him that we will do our best in the next budget because we are very much concerned about the present condition of all these monuments and civilizations. I assure him that we will *Inshallah* keep maximum budget for these projects.

سید مظہر علی : پوائنٹ آف آرڈر ، ہمارے فصیح اقبال صاحب وزیر موصوف کے جواب سے بالکل مطمئن ہیں اور آپ نے فرمایا کہ ان کی موہنجوداڑو میں دعوت ہوئی ہے، میرے خیال میں اگر ہم سب کی وہاں دعوت ہو جائے تو ہم سب بھی اس سے مطمئن ہو جائیں گے -

Syed Abdullah Shah: Madam Chairperson, you have fixed some questions for tomorrow i.e. Sunday and it is a Private Members Day and under Rule 38 there will be no Question Hour on Sunday. I would like to know your ruling on this issue.

Madam Deputy Chairman: Day after tomorrow.

جناب عبدالرحیم خان : پوائنٹ آف آرڈر ، مختلف دنوں کے لئے دیئے گئے

پروگرام کے مطابق کل سرکاری کام کا دن ہے ۔

چوہدری امیر حسین : پہلے بھی last working day پر یہ نکتہ اٹھایا گیا تھا، یہ واقعی دفتر کی طرف سے رکھا گیا ہماری طرف سے نہیں ، کیوں کہ ابھی تک وہ باقاعدہ طور پر ہاؤس کے نوٹس میں نہیں لایا گیا ، یہ نہیں ہونا چاہئے تھا پہلے اس کے لئے موشن پیش کی جانی چاہئے تھی - اس بات کو میں تسلیم کرتا ہوں کہ جب تک وہ موشن پیش نہیں ہوتی اور وہ قاعدہ معطل نہیں ہوتا اس وقت تک یہ نہیں رکھا جانا چاہئے تھا ۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Madam Chairperson, I intended to move a motion in this connection at the end of the session. Since it has been taken up, so if you permit me after the Question Hour I would move a motion in this connection, thank you.

Madam Deputy Chairman: Mr. Hasan A. Shaikh on a point of order.

Mr. Hasan A. Shaikh: He should have done it before the announcement was made by your Secretariat. It was not a government business day. Now, the Leader of the House says, "how did the Secretariat anticipate this?"

Syed Iqbal Haider: The notices which were received yesterday by me at home from the Senate clearly indicate that there will be Private Members Day on sunday. Because my Bill, I have presented a Bill, is fixed for hearing on Sunday alongwith other Business. So, it is clear from the notices that Sunday will be the Private Members Day, I would not call it the Order of the Day but I would say that this business will be taken up on Sunday.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جب تک motion move نہیں ہوگی وہ پرائیویٹ ممبرز

ڈے ہی رہے گا -

سید اقبال حیدر : شکریہ جی ، وہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہی رہنا چاہیئے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اگلا سوال - ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب -

INCREASE IN TARIFF (WAPDA)

63. *Dr. Bisharat Elahi: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the reasons for not making public the increase of tariff made by WAPDA w.e.f. 1-4-91; and

(b) the domestic and industrial power tariffs separately on the following dates:

1st June, 1984.

1st June, 1985.

1st June, 1988.

1st June, 1989.

1st June, 1990.

31st December, 1990?

Mr. Sartaj Aziz: (a) The tariff rates were published in all important news-papers on 23-4-1991.

(b) The tariff rates on the dates mentioned in the question are given in the enclosed statement (Annex-A).

Annexure-A

WAPDA POWER TARIFF RATES

Tariff Rates	1-6-1984		1-6-1985		1-6-1988		1-6-1989		1-6-1990		31-12-1990	
Domestic	Rs. KW	Ps. KWH	Rs. KW	Ps. KWH	Rs. KW	Ps. KWH	Rs. KW	Ps. KWH	Rs. KW	Ps. KWH	Rs. KW	Ps. KWH
1 50 Units.		34				39		49		51		54
51 150 Units.		No Separate tariff		No Increase	(Introduced)	46		56		64		67
51 250 Units.		40		No Increase	(deleted)							
151 300 Units.		No. Separate Tariff		No Increase	(Introduced)	49		59		71		75
251 600 Units.		50		No Increase	(deleted)							
301 600 Units.		No Separate tariff		No Increase	(Introduced)	64		74		93	(deleted)	
301 1000 Units.		No Separate tariff		No Increase	(Not existing)	(Not existing)		(Not existing)		(Not existing)	(Introduced)	101
Above 600 Units.		70		No Increase		89		99		124	(deleted)	
Above 1000 Units.		No. Separate tariff		No Increase	(Not existing)	(Not existing)		(Not existing)		(Not existing)	(Introduced)	134

Industrial	Fixed Charges	Energy Charges			Fixed Charges	Energy Charges	Fixed Charges	Engery Charges	Fixed Charges	Energy Charges	Fixed Charges	Energy Charges
B 1		63		No increase		80		89		100		108
B 2	80	36			102	46	113	51	127	57	138	62
B 3	77	35			99	45	110	50	124	56	134	61
B 4	75	32			96	41	107	46	121	52	131	56

ڈاکٹر بشارت الٰہی : جناب والا ! میں نے ان سے سوال پوچھا تھا

Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the reasons for not making public the increase of tariff made by WAPDA w.e.f. 1-4-91.

اور اس کا جواب یہاں پر یہ دیا گیا ہے -

(a) the tariff rates were published in all important newspapers on 23-4-1991. This is preceisely my question.

یہ نرخ پہلی کو بڑھے تھے اور 23 کو اخباروں میں مشتہر ہوئے، اس کی کیا وجہ ہے -

جناب سرتاج عزیز: اس کا فیصلہ تو اپریل کے پہلے ہفتے میں ہوگیا تھا اور اس کے بعد یہ in principle طے ہوا تھا کہ واپڈا اور دوسری اتھارٹیز KESC وغیرہ ان کو implement کریں گی - تقریباً ایک ہفتے کے بعد گزٹ نوٹیفیکیشن جاری ہوا - ان کا پوائنٹ یہ ہے کہ اس مہینے کے جو بل ہیں وہ اگلے مہینے آتے ہیں - اس کا فیصلہ تھا کہ یکم اپریل سے ان نرخوں کو indroduce کیا جائے - میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی ایسی قباحت تو نہیں ہے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب حسن اے شیخ صاحب -

Mr. Hasan A. Shaikh: The notification appeared in the newspapers on 23rd, how could it be implemented with retrospective effect.

Madam Deputy Chairman: Sartaj Aziz Sahib, do you want to say anything in this respect.

جناب سرتاج عزیز : نوٹیفیکیشن تو کچھ دن پہلے ہوا تھا لیکن اخبار میں اس دن آیا ، انہوں نے اخبار کا پوچھا تھا -

Mr. Hasan A. Shaikh: How was it notified?

(مداخلت)

جناب سرتاج عزیز: یہ جو بجلی کے نرخ ہیں ان کو عائد کرنے میں کوئی ایسی ممانعت نہیں ہے کہ with retrospective effect نہیں کئے جا سکتے -

سید مظہر علی : جناب میں وزیر موصوف سے یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ جب کسی کی monoploy ہوتی ہے تو قیمتوں کے تعین کے لئے public utilities کو پیش نظر رکھا جاتا ہے - کیا ہمارے ہاں کوئی طریقہ کار ہے جس میں اس چیز کو دیکھا جا سکے اور اس کا مداوا کیا جا سکے کہ آیا یہ اپنی inefficiency کو چھپانے کے لئے تو نرخ نہیں بڑھا رہے -

میڈم ڈپٹی چئیرمین : جناب سرتاج عزیز صاحب -

جناب سرتاج عزیز: ایک تجویز سامنے آ رہی ہے کہ ایک یوٹیلٹی کمشن بنایا جائے جو public representatives کے ذریعے ایک statute law سے بنے گا ، وہ ان نرخوں کو آئندہ سے دیکھا کرے گا ، ابھی اس پر قانون بنانے کی تجویز پر غور ہو رہا ہے -

ڈاکٹر بشارت الٰہی : اس کا مطلب یہ ہوا کہ

We accept the Minister's words that the Government can increase the prices of things under their control whenever they like and announce them whenever they like. The other thing which I wanted to point out in part (b) of the question is that since 1984 the tariff, on an average basis, has been increased twice, I mean today, we are paying twice as much electricity bill as we used to pay in 1984, which is a matter of about six years, is this justified?

Madam Deputy Chairman: Sartaj Aziz Sahib.

جناب سرتاج عزیز: جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے میں اس کی لیگل پوزیشن کو دیکھ کر لونگا لیکن واپڈا ایک کمرشل ادارہ ہے اور جو ان کو کاسٹ کریگا اس پر وہ پاس آن کرینگے کیونکہ گورنمنٹ کے پاس اتنے وسائل نہیں کہ ان چیزوں کو subsidize کرے۔ they do subsidize it for low income groups but overall they tried to recover the cost.

دوسرا سوال بھی یہی ہے کہ 1984ء سے لے کر اب تک ہر سال جتنی افراط زر ہوئی ہے یعنی سات سال میں قیمتیں اتنی بڑھی ہیں ، اس کا مطلب ہے کہ real terms میں کوئی اضافہ نہیں ہوا ہے اگر اس سے کم بڑھیں تو اس کا مطلب ہے کہ real terms میں وہ subsidize ہو رہی ہیں - اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ پچھلے آٹھ دس سالوں میں جو ہائیڈل اور تھرمل کا تناسب ہے اس میں تبدیلی آئی ہے - پہلے ہائیڈل 65 فیصد ہوتی تھی اور تھرمل کم تھی کیونکہ تھرمل بجلی پیدا کرنے کی لاگت زیادہ آتی ہے - ہائیڈل کی پیداوار میں کالا باغ ڈیم پر controversies کے باعث کوئی اضافہ نہیں ہوا اس وجہ سے تھرمل بجلی بڑھتی جا رہی ہے اس کی اوسطاً پیداواری لاگت کافی زیادہ ہے ، اس وقت بھی ہائیڈل پاور چونکہ سستی بن رہی ہے تھرمل کو subsidize کیا جا رہا ہے ، اس کی وجہ سے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے مجموعی طور پر جو اضافہ ہوا ہے اس کے مقابلے میں افراط زر میں اتنا اضافہ نہیں ہوا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو حالیہ اضافہ ہوا ہے وہ دنیا میں تیل کی قیمتوں میں اضافے کے باعث ہوا ہے اور فرنس آئل کی قیمت بڑھنے سے تھرمل کی پیداوار کی لاگت پر اثر پڑا ہے اس وجہ سے یہ اضافہ کیا گیا - یہ ایک پالیسی ایشو ہے اور سوال کے جواب میں اتنا زیادہ ڈسکس نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر سٹینڈنگ کمیٹی یہ مسئلہ دیکھنا چاہے تو اس کے سامنے مزید facts and figures پیش کئے جا سکتے ہیں اس کے علاوہ جیسے میں نے ابھی کہا کہ اس کا نظام اس طرح صحیح ہو سکتا ہے وہ ایک یوٹیلٹی کمیشن قائم ہو جس میں عوامی نمائندے ہوں اور جب بھی کوئی یوٹیلیٹی کارپوریشن ، ٹیلی فون یا بجلی کے نرخ بڑھانا چاہے وہ اس کمیشن سے درخواست اور وہاں صارفین کے نمائندے بھی اپنا نقطہ نظر پیش کر سکیں اور پھر فیصلہ ہو دنیا بھر میں یہی طریقہ رائج ہے لیکن یہاں ابھی تک اس طریقے پر عمل نہیں کیا گیا اور اب پہلی دفعہ ہم اس پر قانون لا کر اس نظام کو انشاء اللہ جلد رائج کرینگے ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : پروفیسر خورشید صاحب سپلیمنٹری سوال -

پروفیسر خورشید احمد : یوٹیلٹی کمیشن والی بات تو وزیر صاحب کی بالکل صحیح ہے اور میرا خیال ہے اس کو بہت پہلے ہو جانا چاہیئے تھا اور اب وہ اس بجٹ میں رائج کر دیں تو یہ مثبت اقدام ہوگا - میرا سوال جو ہے وہ قانونی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ بات درست نہیں ہے کہ کوئی کمرشل ادارہ یا نیم سرکاری ادارہ with restrospective effect کوئی چیز نافذ کر سکتا ہے اس لئے وزیر صاحب کا فرض ہے کہ وہ ملاحظہ کریں کہ پہلی اپریل کو جو فیصلہ ہوا ہے وہ کس دن نوٹیفائی ہوا اور پبلک کے سامنے کب آیا اور نوٹیفیکیشن سے پہلے کوئی ٹیرف چارج نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ کسی بھی شخص کو خواہ وہ آپ کا permanent consumer کیوں نہ ہو الا یہ کہ آپ کا اس سے agreement ہو ، ہم جب چاہیں with retrospective effect price بڑھا سکتے ہیں اگر ایسا agreement نہیں ہے تو نوٹیفیکیشن کی ڈیٹ سے پہلے قانوناً چارجز ممکن نہیں ہیں - اس لئے اس کو دیکھ لیں اور ہاؤس کو رپورٹ دیں -

سید مظہر علی : جناب میں وزیر موصوف سے درخواست کروں گا کہ وہ بتائیں کہ واپڈا میں جو 25 تا 30 فیصد losses اور pilferage ہو رہی ہے اس کو بھی کنٹرول کیا جا رہا ہے یا نہیں - میں نے پچھلی دفعہ ایک سوال پوچھا تھا جس کے جواب میں مجھے یہ بتایا گیا کہ اس سے ایک بلین روپے کا نقصان ہوتا ہے تو کیا اس طرف بھی دیکھا جا رہا ہے یا نہیں - یہ جو کہتے ہیں کہ نرخ بڑھا دیا جاتا ہے تو losses کو بھی کم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے یا نہیں -

جناب سرتاج عزیز : یہ اس سوال سے پیدا تو نہیں ہوتا لیکن میں بتا دوں کہ losses کو کم کرنے کی مستقل کوشش ہو رہی ہے - کچھ تو transmission losses ہیں اگر سسٹم خراب ہو تو وہ کنٹرول نہیں ہو سکتا لیکن مجھے فگرز یاد نہیں ہیں لیکن پچھلے سالوں میں اس میں کافی کمی ہوئی ہے - اور سسٹم اگر modernise ہو تو transmission losses بھی کنٹرول ہو سکتے ہیں لیکن اس طرح اگر یہ سوال پوچھیں کہ پہلے کتنے losses تھے ، اب کتنے ہیں تو انشاء اللہ تفصیلی جواب دے سکوں گا-

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب عبداللہ شاہ صاحب ، سپلیمنٹری -

Syed Abdullah Shah: Would the honourable Minister state that WAPDA has the authority to increase the rates with retrospective effect, I would like to know under what law or rule the WAPDA has been given this power?

جناب سرتاج عزیز : جیسے خورشید صاحب نے کہا ہے یہ دیکھنے کی بات ہے کہ آیا اس میں اتھارٹی کو ممانعت ہے یا نہیں - ایک تو یہ ہے کہ واضح اختیار ہے اور ایک ہے کہ ممانعت نہیں ہے ، دونوں صورتیں دیکھ کر ہی میں رپورٹ پیش کر سکوں گا -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اگلا سوال 64 ڈاکٹر محمد ریحان صاحب -

POSTING OF GUARDS AT TOMBS OF R. BABA & K. KHATAK

64. ***Dr. Muhammad Rehan:** Will the Minister for Culture and Sports be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to post the guards at the tombs of renowned poets Rehman Baba and Khushal Khan Khattak?

Sardar Mehtab Ahmed Khan: The tombs of Rehman Baba and Khushal Khan Khattak do not fall under the purview of the Department of Archaeology and Museums, Ministry of Culture and Sports.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : سپلیمنٹری :

ڈاکٹر محمد ریحان : کیا ہمارے محترم وزیر صاحب اس حقیقت سے آشنا ہیں کہ عظیم رحمن بابا کو شاعر انسانیت کے نام سے پہچانا جاتا ہے اور اس کی شاعری اعلی اخلاقی اقدار پر زور دیتی ہے اور خطیب صاحبان اس کے اشعا قرآنی آیات کے ساتھ ساتھ خطبوں

میں پڑھتے رہتے ہیں -

سردار مہتاب احمد خان : جناب معزز سینیٹر نے بالکل درست فرمایا ، خوشحال خٹک اور رحمن بابا کا صوبہ سرحد میں جو مقام ہے اور ان کی شاعری کا جو مقام ہے وہ قابل فخر ہے اور ہم سب اس پر فخر کرتے ہیں -

ڈاکٹر محمد ریحان : وزیر صاحب نے کہا کہ وہ صوبہ سرحد کی حد تک ہیں - میں ان کی خدمت میں گذارش کر دوں اور ان کے علم میں یہ لے آؤں کہ رحمن بابا اور خوشحال خان خٹک کو نہ صرف پورے پاکستان میں بلکہ بین الاقوامی فورمز میں بھی بڑے اچھے ناموں کے ساتھ مانا جاتا ہے - میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے علامہ اقبال صاحب نے اپنے اشعار میں ---(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ڈاکٹر صاحب آپ ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں یا ان کو بتا رہے ہیں -

ڈاکٹر محمد ریحان : میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ انہوں نے تسلیم کیا کہ وہ دونوں بڑی عظیم شخصیت کے مالک تھے - علامہ اقبال کو اس ملک میں جو مقام دیا جاتا ہے وہ قابل قدر ہے لیکن ان دو شخصیات کے ساتھ کچھ ناروا اور حقارت آمیز سلوک کیا جاتا ہے-یہاں تک کہ پچھلے دنوں رحمن بابا کی برسی تھی اور کسی وزیر نے یا کسی افسر نے یہ زحمت گوارا نہ کی کہ ان کے مزار پر چلے جاتے - میں یہ بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر گارڈز کیوں نہیں ہوتے - حالت یہ ہے کہ ان کے مزاروں پر جنگلی جانور پھرتے رہتے ہیں اور ان کی بڑی بے حرمتی ہوتی ہے - یہ کس قدر افسوس کی بات ہے - وزیر صاحب کیا اس بات کا نوٹس لیں گے -

سردار مہتاب احمد خان : میں معزز سینیٹر کو یقین دلاتا ہوں کہ رحمن بابا اور خوشحال خان خٹک صوبہ سرحد ہی نہیں پورے پاکستان کی قابل فخر شخصیات گزری ہیں اور ان کا آج بھی جو ادب و احترام تمام حلقوں میں پایا جاتا ہے وہ بلا شک و شبہ ہے جہاں تک monuments اور دیگر مقامات کا تعلق ہے ، یہ پاکستان میں ہمارا بہت قیمتی اثاثہ ہیں لیکن بدقسمتی سے وسائل کی کمی کی وجہ سے ان کو اچھی طرح دیکھ بھال نہیں ہو سکی - اس وقت صوبہ سرحد میں جو محکمہ آثار قدیمہ ہے ، وہ 79 monuments اور sites کو

lookafter کرتا ہے ، ان کو protect بھی کر رہا ہے - اگر ہم فوری طور پر خوشحال خان خٹک اور رحمن بابا کے مزارات کو take over کرتے ہیں تو پھر مزید مالی بحران کا شکار ہو جائیں گے۔ مجھے اس بات کا شدید احساس ہے کہ یہ ہمارا سرمایہ ہے ، جس کا نقصان ہو رہا ہے ، مجھے اس کا ذاتی طور پر علم ہے کہ دونوں مقامات privately lookafter ہو رہے ہیں - خوشحال خان خٹک کے مزار کو ان کے جو direct descendents ہیں ، وہ lookafter کر رہے ہیں - ابھی حال ہی میں صوبہ سرحد کی حکومت نے وہاں خوشحال خان لائبریری بنانے کا فیصلہ کیا ہے ، اس کے لئے فنڈز بھی مختص ہو چکے ہیں ، یہ بات میرے ذاتی علم میں ہے - گو اس کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے - اسی طرح رحمن بابا کا جو مزار ہے اس کی دیکھ بھال بھی لوگ privately کر رہے ہیں لیکن مجھے اس بات کا احساس ہے کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی دیکھ بھال بھی ہماری وزارت اپنے ذمے لے لے - فوری طور پر میں اس کے بارے میں کوئی وعدہ نہیں کرسکتا ہوں کیونکہ ابھی ہمارے پاس وسائل موجود نہیں ہیں - میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جیسے بھی ہمارے وسائل بہتر ہوئے ہم ان دونوں مقامات کو بھی ضروری اپنی نگرانی میں لے لیں گے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : سید مزمل شاہ صاحب ، ضمنی سوال -

سید مزمل شاہ : ضمنی سوال! جو جواب وزیر موصوف کی طرف سے آیا ہے میں اسے پڑھ کر سناتا ہوں کہ "رحمن بابا اور خوشحال خان خٹک کے مزارات محکمہ آثار قدیمہ اور عجائب گھر اور وزارت ثقافت کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے " میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ثقافت کا دائرہ کار انہوں نے قائم کیا ہے اور اس کا کیا معیار ہے -

سردار مہتاب احمد خان : جناب والا! اس وقت تک Antiquities Act 1975 کے تحت Archaeological and Museum Department ان sites اور monuments کی دیکھ بھال کا ذمہ دار ہے جن مقامات کو اس ایکٹ کے تحت ہم اپنے دائرہ اختیار میں لیتے ہیں صرف ان کی ہم دیکھ بھال کرتے ہیں -

پروفیسر خورشید احمد : کیا وزیر محترم اس ایوان سے یہ وعدہ کرنے کو تیار ہیں کہ اس قانون پر نظرثانی کی جائے گی اور کوئی ایسا بورڈ بنایا جائے گا جو وقتاً فوقتاً جائزہ لے کر اس قسم کے جو دوسرے مقامات اور monuments ہیں ، جن کی واضح ثقافتی اہمیت ہے ، جن کی دینی اہمیت ہے ، علمی اہمیت ہے ، ان کو اس کے تحت لائے اور

ان کے انتظامات کا بندوبست کرے نیز یہ بات بھی ضروری نہیں ہے کہ سارے وسائل حکومت کی طرف سے فراہم کئے جائیں - اس کے لئے آپ پرائیویٹ سیکٹر سے بھی مدد لے سکتے ہیں - ایک طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان علاقوں میں جو ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے اس کا ایک حصہ ان کی دیکھ بھال پر خرچ کیا جائے - کئی طریقے اس قسم کے ہو سکتے ہیں - ہم سمجھتے ہیں کہ انتہائی بے توجہی کی وجہ سے ان کی دیکھ بھال نہیں کی گئی ہے - وزیر صاحب ان پر مزید توجہ دینے کے لئے ہم سے کوئی وعدہ کریں -

سردار مہتاب احمد خان : جناب والا! پروفیسر خورشید صاحب کا جو سوال ہے وہ واقعی بڑا اہم ہے - موجودہ Autiquities Act بڑا flexible ہے اور اس میں کوئی ایسی مانعت نہیں جس کے تحت نئے monuments کو نہیں لیا جا سکتا اور نہ ہی ہمیں کوئی ایسی مشکل پیش آ رہی ہے کہ ہم نئے monuments or sites کو take over نہیں کر سکتے - اصل مسئلہ تو وسائل کا ہے ، جیسے میں نے ابھی ذکر کیا ہے - بہرحال میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم جلد ہی مذکورہ ایکٹ پر نظرثانی کریں گے - اس میں مناسب تبدیلیاں لائیں گے اور فوری طور پر ایک جائزہ کمیٹی تشکیل دینے کے بارے میں غور کریں گے - سینٹ کی جو متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی ہے اس سے بھی ہم راہنمائی حاصل کریں گے - انشاء اللہ ہم اپنے دائرہ کار کو بڑھائیں گے - میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم سارے ایسے ثقافتی ورثے کو جو کہ عدم توجہی کا شکار ہے take over کریں گے -

سید مزمل شاہ : صرف ایک ضمنی سوال کی اجازت دے دیجئے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی فرمائیے -

سید مزمل شاہ : جناب والا! میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے ضمنی سوال کا جو جواب وزیر صاحب نے دیا ہے ، کیا وہ خود اس سے مطمئن ہیں -

سردار مہتاب احمد خان : جی ہاں جناب والا-

سید اقبال حیدر : جی ، میں بھی ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی فرمائیے -

سید اقبال حیدر : جناب والا! اگر ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں تو ملکی اور غیرملکی لیول پر کئی ایسے ادارے موجود ہیں جو فنڈز دینے کو تیار ہیں لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم ان کو استعمال کرنا نہیں جانتے -

سردار مہتاب احمد خان : جناب چیئرمین! معزز رکن نے بڑا درست فرمایا کہ نیشنل لیول اور انٹرنیشنل لیول پر ایک campaign initiative لینے کی ضرورت ہے تا کہ ہم ان monuments کی طرف پوری دنیا کی توجہ دلا سکیں - اندرون ملک ہماری قوم ان کی اہمیت سے بے خبر ہے - میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ یہ کام اس طرح سے نہیں ہو سکا جس طرح سے یہ ہونا چاہیئے تھا - پرائیویٹ سیکٹر کا اس طرف آنا بہت مشکل ہے کیونکہ لوگ ادھر جاتے ہیں جہاں سے انہیں کچھ فائدہ ملتا ہے - کچھ ہماری تنظیمیں یا فاؤنڈیشنز ایسی ہیں جو ہماری مدد کرنا چاہیں گی میں کوشش کرتا ہوں کہ قومی لیول پر اس مہم کو شروع کیا جائے تا کہ ہم پوری قوم کو اس میں شامل کر سکیں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اگلا سوال نمبر 65 جناب محمد ریحان -

SQUASH & GOLF

65. *Dr. Muhammad Rehan: Will the Minister for Culture and Sports be pleased to state that percentage of the total population in the country which understands the games of Squash and Golf?

Mr. Muhammad Ajmal Khan: No census or national survey has been conducted to ascertain the percentage of the total population who understand the games of Squash and Golf. However the estimated percentage would not exceed a fraction of 1%.

ڈاکٹر محمد ریحان : کیا وزیر صاحب یہ فرمائیں گے کہ جب انہوں نے خود فرمایا ہے کہ سکواش اور گولف سے واقفیت رکھنے والے لوگوں کی تعداد ایک فیصد سے زیادہ نہیں ہو گی تو کیا وجہ ہے کہ ان دو گیموں پر لاکھوں اور کروڑوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب اجمل صاحب -

جناب محمد اجمل خان : میرے پاس جو فگرز ہیں ان کے مطابق 89 – 1988ء میں سکواش کے اوپر حکومت نے 4 لاکھ 80 ہزار روپے خرچ کئے ہیں 90 – 1989ء میں 4 لاکھ 65 ہزار روپے خرچ کئے اور گولف کے اوپر 89 – 1988ء میں 43 لاکھ روپے خرچ کئے اور 1990ء – 1989ء میں ایک لاکھ روپے خرچ کئے - یہ کل خرچ ہے جو ان دونوں کھیلوں پر کیا گیا ہے -

Dr. Bisharat Elahi: Madam Chairperson, I am a little surprised with the question coming from my Senator colleague who also happens to be a doctor. Pakistan in the world of sports is known because of Squash and I think we need to spend much more on Squash and other allied games than we are spending today.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی ڈاکٹر ریحان صاحب -

ڈاکٹر محمد ریحان : کیا وزیر صاحب کو یہ حقیقت معلوم ہے کہ ہمارے ملک میں زیادہ تر لوگوں کے کھیل کبڈی اور کشتی وغیرہ ہیں - کیا ان کھیلوں کی سرپرستی بھی کی جاتی ہے یا نہیں- اس کے علاوہ یہ دیکھا گیا ہے کہ عوام کے جو کھیل ہیں ، کبڈی ، کشتی وغیرہ ان کو دکھانے کی طرف کبھی کوئی توجہ نہیں دی گئی جب کہ زیادہ وقت ایک فیصد لوگوں کی پسند کے کھیلوں کو دیا جاتا ہے - اس طرح سے کیا عام لوگوں کے ساتھ بڑا ظالمانہ مذاق نہیں کیا جاتا ہے -

جناب محمد اجمل خان : یہ درست ہے کہ کبڈی اور کشتی وغیرہ ہماری قومی کھیلیں ہیں لیکن جہاں تک سکواش کا تعلق ہے اس میں ہمارے کھلاڑی بین الاقوامی سطح پر جانے جاتے ہیں کبڈی اور کشتی وغیرہ کے کھیلوں میں حکومت دلچسپی لے رہی ہے - اس قسم کے جو سالانہ مقابلے ہوتے ہیں ان کو ٹی وی پر دکھایا جاتا ہے ، ان کو اہمیت دی جاتی ہے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے - بوستان علی ہوتھی صاحب کے سوال نمبر 35 کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے -

جناب عبدالرحمن جمالی : جناب پچھلی دفعہ بھی کچھ سوالات رہ گئے تھے اور آج بھی رہ گئے ہیں ، یہ ناانصافی ہے -

Madam, you can allow more supplementaries. I would request that the member who puts a question should be allowed two supplementaries.

(interruption)

Madam Deputy Chairman: Now, the last question No.35 on his behalf. It is the last question. Its answer may be taken as read.

(interruption)

سید فصیح اقبال : پوائنٹ آف آرڈر -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی فرمائیں -

سید فصیح اقبال : جناب جیسے ہمارے دوست جمالی صاحب نے کہا کہ مختلف علاقوں کے متعلق دو تین سوالات ہوتے ہیں جو بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں - اب اگر ایک سوال پر آٹھ دس ضمنی سوالات کریں گے تو وہ اہم سوالات رہ جائیں گے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب فصیح اقبال صاحب اگر ضمنی سوال کرنے کی اجازت نہ دیں تو پھر بھی آپ اعتراض کرتے ہیں -

سید فصیح اقبال : آپ چار تو allow کریں ناں - اب اس میں گوادر کا مسئلہ رہ گیا ہے - وزیر صاحب کو میں بتاتا ہوں کہ دو سال سے ایک چھت کی ٹین اڑ چکی ہے ، ابھی تک اس کی مرمت نہیں ہوئی اور دو کروڑ روپے کے انجن اس میں installed

ہیں وہ سب خراب ہو رہے ہیں -

جناب سرتاج عزیز : جناب آپ نے بوستان علی ہوتھی صاحب کے سوال نمبر 35 کا جو کہا ہے وہ سوال اپنے روٹا ڈے پر آیا تھا چونکہ اس کا جواب نہیں تھا اس لئے چیئرمین صاحب نے حکم دیا تھا کہ تین دن کے اندر جواب آ جانا چاہیئے - آج اس کا جواب ایوان کی میز پر پیش کر دیا گیا ہے اور منسلکہ جات لائبریری میں رکھ دیئے گئے ہیں -

سید فصیح اقبال : میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا -

جناب سرتاج عزیز : جی ہاں میں دوسرے سوال کا جواب دے رہا تھا ، آپ کا سوال نوٹ کر لیا ہے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : باقی ماندہ سوالات کے جواب پڑھے ہوئے تصور کئے جاتے ہیں -

FINANCIAL INSTITUTIONS IN PRIVATE SECTOR

35. *Mr. Bostan Ali Hothi: Will the Minister for Finance and Economics Affairs be pleased to state the number of applications received for establishing financial institutions/commercial banks in private sector indicating also the names of the firms, organizations and individuals with their particulars?

Mr. Sartaj Aziz: Recently Government has invited applications for establishment of Commercial Banks and Housing Finance Companies in the private sector.

Number of applications received for the establishment of Commercial Banks is 44. Names of the firms/organizations and particulars of the sponsors have been placed in the Library as the

information is voluminous. The last date for receiving the applications for Housing Finance Companies is 30th May, 1991.

(Annexures placed in the Library)

SUPPLY OF ELECTRICITY

†66. *Syed Faseih Iqbal: Will the Minister for Water and Power be pleased to state the number of plots/houses to which electricity has been provided in Sector G-10/2, Islamabad and the time by which remaining plots/houses including number 577 to 611 will be provided this facility?

Mr. Sartaj Aziz: (1) 800 connections have been given in Sector G-10/2, Islamabad.

(2) There was no distribution system in newly created belt in G-10/2 including plots No. 577 to 611. CDA has deposited Rs. 2.7 million and the electrification work is in progress and likely to be completed within three months. For the time being, temporary connections have been provided to all those occupants who hve applied for temporary connections.

KALABAGH DAM

67. *Syed Ishtiaq Azhar: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

---

†The Question Hour being over, the remaining questions & answers were placed on the table of the House

(a) the amount spent so far on the proposed Kalabagh Dam project separately on each head;

(b) the present stage of this project and the steps taken by the Government to finalize the said project and start its construction?

Mr. Sartaj Aziz: (a) The amount spent upto April, 1991 on the proposed Kalabagh Dam Project against each head is as below:-

Expenditure (Rs. Million)

S. No.	Head	Local	Foreign	Total
1.	Consultants	196.860	143.510	340.370
2.	Engineering & Administration.	146.080	—	146.080
3.	Assets.	56.260	—	56.260
4.	Works.	234.220	—	234.220
5.	Interest & Overheads	355.640	—	355.640
	Total:	989.060	143.510	1132.570

(b) Detailed feasibility and engineering studies of the modified project including tender documents were completed by the Consultants in June, 1988 and since then the project is ready for implementation but as Government's decision is still awaited only attendance on the project is being maintained through Kalabagh Cell.

SUPPLY OF SUI GAS

68. *Mian Alam Ali Laleka: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to refer to Senate Starred Question No. 118, replied on 30th August, 1990 and state:

(a) whether the case regarding the approval of funds for the provision of Sui Gas to Villages Kotha Kalan and Morgah, Rawalpindi was submitted to the Competent authority, if so, its details and, if not, its reasons;

(b) whether it is a fact that some of the areas close to both the villages, including Attock Oil Company, have been provided Sui Gas, if so, the reasons for not sanctioning funds for the said villages;

(c) the names of the MNAs/MPAs who recommended Sui Gas for the above villages; and

(d) the names of the villages/towns which will be provided Sui Gas during the next financial year?

Ch. Nisar Ali Khan: (a) Yes, in 1978.

(b) Yes Housing colony of Attock Oil Company and some localities in the vicinities have gas.

(c) No recommendation from any MNA/MPA is on this Ministry's record for supply of gas to the said villages.

(d) Programme is yet to be finalized.

TENURE OF POSTING AT ONE PLACE

69. *Mian Alam Laleka: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) whether it is a fact that normal tenure of posting of an officer in WAPDA at one station is three years; if so, the names of the officers working in R.E. Division and Construction Division, Rawalpindi and Construction Division, Islamabad for more than three years indicating also the date of their posting and designation etc.; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to transfer those officers who have completed their normal tenure of posting, if so, when?

Mr. Sartaj Aziz: (a) There is no officer working in R.E. Division and Construction Division, Rawalpindi and Construction Division, Islamabad with a stay of longer than 3 years.

(b) In view of the position given in (a) above, there is no such proposal under consideration of the WAPDA.

WAPDA GRID STATION, GWADAR

70. *Syed Faseih Iqbal: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the steps taken by the Government to provide drinking

water to the inhabitants of Gwadar and its suburbs; and

(b) whether it is a fact that the building of WAPDA Grid Station at Gawadar is in a dilapidated condition and no repairs have been carried out since last two years, if so, the reasons thereof and the time by which the building of the said station will be repaired/reconstructed?

Mr. Sartaj Aziz: (a) Provision of drinking water to inhabitants being local/provincial matter does not relate to Federal Government/WAPDA.

(b) Yes. The building constructed by the Provincial Government did not consider the effects of corrosion and salanity being in close proximity of Sea Shore. Repairs are in progress 60% work is completed whereas the balance of 40% will be completed in FY 1991-92.

SUPPLY OF ELECTRICITY

71. *Mian Alam Ali Laleka: Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to electrify village Porana Wahla, Tehsil and District Narowal: if so, when?

Mr. Sartaj Aziz: The village Porana Wahla Tehsil and District Narowal was included among the 75 Nos. Villages approved for electrification under the orders of the Caretaker Prime Minister and the work was started. The funds provided for electrification were insufficient and the work was stopped. The remaining work of

electrification will be completed after the funds already requested from the Ministry of Local Government and Rural Development, Islamabad are provided.

72. Disallowed on reconsideration.

MANAGING DIRECTOR YOUTH AFFIARS.

73. *Raja Muhammad Afzal Khan: Will the Minister for Youth Affairs be pleased to state:

(a) that date of appointment and terms and conditions of the present Managing Director Youth Affairs, indicating also his qualification and experience; and

(b) whether his appointment has been made in accordance with the rules and instructions on the subject; if not, its reasons?

Syed Ali Gohar Shah: (a) In accordance with the terms and conditions for the post Mr. Ashraf M. Khan, Managing Director, Youth Investment Promotion Society has been appointed in M-II/BPS-21 with effect from September 17, 1989. He holds Master's degrees in Commerce and Psychology and possesses rich experience of Management in Givil Secretariat, Trading Corporation, Industrial Projects, Pakistan International Airlines, Transportation etc. at home alongwith experience of different caders in foreign countries particularly in Canada. His detailed Bio-data is enclosed at Annexure-I.

(b) Yes. The appointment of Managing Director, Youth

Investment Promotion Society has been made in accordance with the rules and instructions.

Annexure-I

CURRICULUM VITAE

Name	ASHRAF M. KHAN.	
Mailing Address	198-A, Shah Jamal, Lahore.	
Telephone	411238	
Date of Birth	1-7-1933	
Languages	English, French and Urdu.	
Academic Qualification.	1959	Laval University, Canada. Master's Degree in Commerce (M.Sc. Com) with distinction (Major in Business Administration).
	1958	London School of Economics, London Post Graduate Course in Industrial Relations.
	1957	Punjab University, Lahore Master of Arts (Psychology and English).
	1956	Punjab University, Lahore Bachelor of Arts (Economics, Psychology and English).
Professional Conferences and Courses.	1989-71	Delivered Lectures in U.S.A. and Canada to Participants of American Management Association Seminars and in Pakistan to N.I.P.A. and Staff College Students.
	1970	Career Assignment Programme, Civil Service of Canada: Participated in a 3 months' in residence total immersion programme in management concepts and techniques which was designed for training Senior Administration and Management Personnel.
	1970	Courses on Development Economics, University of Rechester, U.S.A.
	1969	International Congress of Psychology, London. International Personnel Conference, Montreal, Quebec, Sponsored by Public Personnel Association, Ottawa, Canada.
	1968	French Impression Course (Intermediate) Civil Service of Canada.
	1968	American Management Association Seminar on Collective Bargaining, New York. French

Immersion Course (Advance) Civil Service of Canada.

1967 Management Development in Perspective York University, Canada.

A Programme involving the Study of Management Sciences.

1966 Management Development Programme University of Wisconsin, U.S.A.

1965 Mangerial Grid, Lab, conducted by the Canadian National Railways.

Senior Executive Programme with Participants drawn from Top Executives of Large Corporations.

Managerial Grid, Specialists Course, Franconia, New Hempshire, U.S.A.

A course designed to prepare participants in Managerial Grid Instructional Techniques.

1964 Sensitivity Lab

A study of the behavioural patterns in management, conducted by air Canada.

Experience:

Since 1978 Vice President and Resident Director of CANPAK International Trading Corporation, Don Mills, Ontario, Canada, with Branch Office in Lahore, Pakistan.

Also owner and principal of Arcadia Corporation.

1976 to October 1977 Appointed by **Mr.** Zulfiquar Ali Bhutto, Prime Minister of Pakistan as Vice Chairman, Cotton Trading Corporation of Pakistan Ltd. Ministry of Agrarian Management with the Rank and Status of Additional Secretary, Government of Pakistan. Responsible for Financial Management and Administration.

Voluntarily resigned after the imposition of Martial Law.

1974 to 1976 Executive Director Saigol Group of Companies:

Managing Financial, Administrative, Technical and other staff consisting of professionals engaged in the execution of various industrial projects.

Ensuring effective Management of all industrial units.

1971 to 1974 Director Administration, Pakistan International Airlines Corporation.
Responsibility for Managing:—
- Organization and Methods.
- Airport Development Agency.
- Personnel Administration.
- Transprot.
- Service Regulations.
- Medical Services.
- Legal Service.
- Works Department, Involving Supervision of Civil, Electrical and Mechanical Works of Paksitan Airlines.
- Also Assisted in starting *Air Malta*.

1970 to 1971 Career Assignment Programme, Department of Transport, Government of Canada.
- After graduating from Civil service course was assigned as senior management advisor in the management services branch to advise on methods and systems in order to improve overall management effectiveness.
- Also spent time in Europe studying transport systems under sabbatical leave.

1966 to 1970 Associate Professor of Personnel Management and Industrial Relations, Faculty of Commerce Ottawa University, Ottawa, Canada.

1966 Chief, Manpower Planning, Staffing and Development, Canadian Government, Department of Defence Production, Government of Canada.

1964 to 1965 Staff Training and Development Officer Department of Defence Production Government of Canada.
- Also part time Lecturer at Ottawa University in the Area of Personnel Management, I.R. and Organization Behaviour.

1961 to 1963 Commissioned Officer, Flying Officer, Royal Canadian Airforce (Supply Control Officer, R.C.A.F. Station, Rockcliffe, Ottawa, Canada).

1959 to 1961 Special studies assistant in benefit areas, Dupont of Canada, Montreal, Canada.

SUPPLY OF GAS

74. *Mr. Abdur Rehman Jamali: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the time by which natural gas to Usta Muhammad, District Jaffar Abad, Baluchistan, will be provided?

Ch. Nisar Ali Khan: There are no immediate plans for supply of gas to Usta Muhammad because of high capital cost of the project.

APPOINTMENT OF REVENUE OFFICER

75. *Mr. Abdur Rehman Jamali: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the time by which a new grid station will be installed in District Jaffarabad, Baluchistan; and

(b) whether it is a fact that only one Revenue Officer is appointed for Sibi and Naseerabad Division; if so, the time by which an independent Revenue officer will be appointed for Naseerabad Division?

Reply not received.

SUPPLY OF ELECTRICITY

76. *Haji Malik Saadullah Khan: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) whether it is a fact that on 3rd September, 1988, WAPDA Sub-Division Mian Channu disconnected power supply of tubewell No. 33075, due to flood in the Ravi River; and

(b) whether it is also a fact that XEN WAPDA Khanewal vide Order No. 11438-39 dated 17th March, 1990, directed S.D.O. Mian Channu to restore immediately power supply of the said tubewell but the supply has not been restored so far; if so, its reasons?

Mr. Sartaj Aziz: (a) Yes.

(b) No. The XEN Khanewal vide his Order No. 11438-39 dated 17-9-90 advised SDO Mian Channu to restore supply after observing Departmental formalities. RCO (reconnection order) for an outstanding amount of Rs. 53883 was issued, but reconnection could not be accomplished as payment due was not made.

CASE AGAINST PROJECT DIRECTOR WAPDA

77. *Dr. Bisharat Elahi: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) whether it is a fact that FIA has instructed Lahore Circle to register case against Project Director, WAPDA and

other officers for selling equipment and material worth Rs. 37.458 million from Extra High Power Wing, Kotlakhpat and WAPDA Stores at Chicho Ki Mallian;

(b) whether it is also a fact that the Chief Auditor, WAPDA has reported fraudulent withdrawal by WAPDA's officials on account of travelling and daily expenses; and

(c) whether it is further a fact that embezzlement on account of maintenance and repairs of WAPDA's vehicles has also beed reported?

Reply not received.

LEAVE OF ABSENCE

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب امیرعبداللہ خان روکڑی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 23 مئی تا حالیہ مکمل اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں -

(رخصت منظور کی گئی)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب محمد حمید الدین سیالوی صاحب نے ناسازیٔ طبع کی بنا پر مورخہ 22 مئی تا حالیہ مکمل اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں -

(رخصت منظور کی گئی)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : پیر سید اسرار حسین شاہ ذاتی وجوہ کی بنا پر ایوان میں مورخہ 19 مئی اور 20 مئی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے ان

تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں-

(رخصت منظور کی گئی)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب غلام فاروق نے اپنی علالت کی بنا پر مورخہ 21 تا 25 مئی ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں -

(رخصت منظور کی گئی)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب محمد ابراہیم خان نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ 25 اور 26 مئی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں -

(رخصت منظور کی گئی)

ADJOURNMENT MOTIONS

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اب التوا کی تحریکیں لیتے ہیں -

جناب منظور احمد گچکی : پوائنٹ آف آرڈر - میڈم! ابھی تحریک استحقاق کا وقت ہے - التوا کی تحریکیں بعد میں لی جاتی ہیں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : تحریک استحقاق کوئی ہے ہی نہیں -

جناب منظور احمد گچکی : جناب میں نے تحریک استحقاق دی ہوئی ہے آج آنی چاہیئے تھی-

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آج نہیں ہے جی ، ابھی آئی نہیں - اگلی تحریک التوا نمبر 53 قاضی حسین احمد صاحب ------ تو وہ آج حاضر نہیں ہیں - اسے ڈراپ کر دیتے

ہیں - آگے قانون سازی آئٹم نمبر 3 -

Regarding consideration of the following motion moved by Ch. Amir Hussain, Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs on the 22nd May, 1991....

پروفیسر خورشید احمد : کیا آج آپ ایڈجرنمنٹ موشن نہیں لیں گے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ایک تھی قاضی حسین احمد صاحب کی مگر وہ آج حاضر نہیں -

پروفیسر خورشید احمد : ایک ہے کیا معنی ، ہماری کئی تحاریک زیر التوا ہیں وہ آنی چاہئیں -

سید عبداللہ شاہ : میری بھی ایک زیر التوا ہے جی -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی وہ کل ----

پروفیسر خورشید احمد : یہ تو قاعدہ کے خلاف ہے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آج ایجنڈے کے مطابق ایک ہی میرے پاس قاضی حسین احمد صاحب کی تھی -

پروفیسر خورشید احمد : نمبر 51 میری موشن ہے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : نہیں جی میرے پاس ایک ہی ایجنڈے پر تھی جس کا میں نے ذکر کیا ہے -

پروفیسر خورشید احمد : یہ تو قاعدے کے خلاف ہے - اس سے پہلے ایک میری یہاں ہاؤس میں آ چکی ہے اس کا معنی یہ ہے کہ یہ ایڈمٹ ہو چکی ہے ، آپ کے پاس آچکی ہے - وزیر صاحب کو اسکی اطلاع ہو چکی ہے - میرے پاس اس کی کاپی موجود

ہے جو یہاں مجھے پرسوں ملی ، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ پروسیس ہوچکی ہے ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جو موشن میرے پاس تھی اس کے متعلق بتا دیا ہے کوئی نہیں ۔ اگلی آئٹم نمبر 3 جناب چوہدری امیر حسین صاحب ۔

THE ENFORCEMENT OF SHARIAH BILL 1991

چوہدری امیر حسین : محترمہ چیئرمین صاحبہ! میں آپ کا شکر گزار ہوں اور میرے لئے یہ بہت بڑی سعادت ہے کہ شریعت بل پر بحث کا آغاز میں کر رہا ہوں ۔ میں نہایت ہی مختصر وقت میں اپنی چند ایک گزارشات پیش کروں گا اگرچہ کنونشن یہ ہے کہ عام طور پر اپوزیشن کی طرف سے بحث کا آغاز کیا جاتا ہے ۔ یہ پہلی خواندگی ہے اس لئے میں چند ایک گزارشات کرکے جانے کی اجازت چاہوں گا ۔

محترمہ! جہاں تک شریعت بل کا تعلق ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے اور جس نظریئے کے تحت وجود میں آیا تھا وہ یہ تھا کہ ہندوستان کو تقسیم کر کے ایک خطہ ایسا حاصل کیا جائے جس میں مسلمان اپنے مذہب ، دین اورعقائد کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کر سکیں ۔

This was the very essence of the creation of Pakistan.

چنانچہ بہت پہلے اس ملک میں اللہ اور اسکے رسول کے نظام کا نفاذ ہوجانا چاہیئے تھا بہرحال یہ سعادت موجودہ حکومت کے حصہ میں آئی تھی۔ اسلامی جمہوری اتحاد نے الیکشن کے دوران اللہ سے اور اپنے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ ہم اگر برسراقتدار آئے تو اس ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ کریں گے ۔ چنانچہ پہلی ترجیح کے طور پر وزیر اعظم پاکستان اور ان کی حکومت نے اس ملک میں اسلامی نظام کے لئے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ قومی اسمبلی میں شریعت بل پیش کیا جو اللہ کے فضل و کرم سے قومی اسمبلی سے پاس ہو کر اس معزز ایوان کے سامنے پیش ہے ۔

محترمہ! اس میں کوئی شک نہیں اور ہمارا یہ ایمان ہے اور ہر مسلمان کا یہ ایمان ہونا چاہیئے کہ قرآن اور سنت سپریم لاء ہے اور اس کے خلاف اس ملک میں کوئی قانون نہیں بنایا جا سکتا چنانچہ ہم نے وہ اقدامات تجویز کئے جن سے اس ملک کے شہریوں کو اپنے عقائد کے مطابق اور اسلام کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کرنے کے مواقع مل سکیں ۔ انہیں

اسلامی نظام عدل دیا جائے گا۔ جس سے سماجی برائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا - رشوت کاخاتمہ ہو جائے گااور برابری کی سطح پر یہاں مسلمانوں کو ہر قسم کے مواقع فراہم کئے جائیں گے - اس بل میں اقلیتوں اور خواتین کے حقوق کو مکمل تحفظ دیا گیا ہے بلکہ جو حقوق آئین میں انہیں دیئے گئے ہیں ، اسلامی شریعت کے اندر رہتے ہوئے وہی حقوق انہیں اس بل میں میسر ہوں گے -

اس ایوان میں اس سے پہلے جو بل پیش ہوا تھا اس پر بحث ہوچکی ہے - یہ معزز ایوان کے علم میں ہے کہ اس بل میں کوئی ایسی بات نہیں جس کی مخالفت کی جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بیت المال ایک ایسا ادارہ ہو گا جس سے غریب ، یتیم ، بیوہ وغیرہ استفادہ کریں گے - چنانچہ یہ قدم ایک اسلامی فلاحی مملکت کے لئے اٹھایا گیا - یہ ایک Mother Bill ہے جس کے تحت پھر subordinate legislation ہوگی - یعنی ہر شعبہ زندگی کے لئے قانون سازی کی جائے گی اور جیسا کہ وزیراعظم صاحب نے قومی اسمبلی میں کی جانے والی اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ ایک پیکیج ڈیل ہم لا رہے ہیں - اس کے لئے ہم کام کر رہے ہیں - اس کے لئے قومی اسمبلی کے ممبران ، سینیٹر صاحبان اور ان کے علاوہ وہ ماہرین جو اس پارلیمنٹ کے رکن نہیں ، ان کی بھی خدمات حاصل کی گئی ہیں اور ان سے بھی ہم باقاعدہ ملاقاتیں کر رہے ہیں - ان میں علماء شامل ہیں ماہرین قانون شامل ہیں - ریٹائرڈ جج صاحبان شامل ہیں - سول سرونٹس شامل ہیں -

اس بل کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے - ایک یہ کہ کیا کیا کام کرنے ہیں - دوسرا یہ ہے کہ قانون سازی کا کام کرنا ہے اور تیسرا یہ کہ انتظامی حصہ یعنی ایسے احکامات جن میں قانون سازی کی ضرورت نہیں پڑے گی، وہ کام جو انتظامیہ کی ہدایات کے ذریعے کئے جا سکتے ہیں - چنانچہ اس کے لئے ہم نے تمام شعبہ ہائے زندگی سے ان ماہرین کو ، دوستوں اور بزرگوں کو تکلیف دی اور ان کے ساتھ ملاقاتوں میں ہم نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا - ان کا نقطہ نظر سنا اور اس پر کام ہو رہا ہے - اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس بل کو متفقہ طور پر پاس کیا جائے - شکریہ!

سید اقبال حیدر : پوائنٹ آف آرڈر! محترمہ چیئرپرسن صاحبہ ہم نے پرسوں بھی درخواست کی تھی کہ اس بل پر تفصیل سے بحث سوموار سے شروع کی جائے - فوری طور پر بحث شروع کرنے میں ہمیں مشکل پیش آرہی ہے - میں محترم وزیر صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ اس پر ذرا کھلے دل سے غور کریں - آپ کے لئے تو بڑا آسان ہے

کیونکہ آپ نے بل تیار کیا ہے - پوری حکومت آپ کے تابع ہے اور قومی اسمبلی سے اس کو پاس کروا کر آپ یہاں لائے ہیں لیکن ہمارے لئے بہت سنگین مسئلہ ہے - کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور اس کا بزنس متعین ہوچکا ہے - ہم یہ چاہیں گے کہ وزیر موصوف ہماری درخواست پر ہمدردی سے غور کریں اور اس شریعت بل پر بحث مباحثہ پیر کے روز سے شروع کرکے جتنے دنوں تک چاہیں کریں ہم اس کے لئے تیار ہیں - دو سیشن رکھ لیں - بارہ بجے تک اگر بیٹھنا پڑا تو اس کے لئے بھی ہم تیار ہیں - ہماری قطعاً یہ منشاء نہیں کہ اس میں کوئی تاخیر روا رکھی جائے - ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس کے لئے پوری تیاری کرلیں -

چوہدری امیر حسین : محترمہ! گزارش یہ ہے کہ جس دن یہ موشن move ہوئی - رولز کے تحت اسی دن اس پر بحث شروع ہوسکتی تھی اس کا پیشگی نوٹس بھی دیا گیا تھا لیکن چونکہ معزز ایوان نے یہ فیصلہ کیا تھا اور اتفاق رائے یہ تھا کہ دو دن کے بعد بحث شروع کی جائے - تو دو دن دیئے گئے حالانکہ رولز میں کوئی پروویژن نہیں ہے کہ دو دن کا وقفہ دیا جائے - اس دن تمام وقت پوائنٹس آف آرڈر پر یہ بحث ہوتی رہی اور ایک بات طے ہوگئی تھی کہ ہفتہ کے روز سے اس پر بحث شروع ہوگی - آج پھر اسی پوائنٹ آف آرڈر کا سہارا لیتے ہوئے ایوان کا وقت ، میں ضائع تو نہیں کہوں گا زیادہ صرف نہیں کرنا چاہیئے ، بحث شروع کر دینی چاہیئے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب محمد علی خان ہوتی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر -

Mr. Muhammad Ali Khan: Mohtarma, this issue has already been settled and we should not re-open the same again; with due apology to my brothers here we will be wasting our time and time of this House. So, I suggest that we should continue the debate.

Syed Iqbal Haider: Ruling was reserved on this issue by the Chairman; it was to be given later on.

Madam Deputy Chairman: No, it was decided. Yes, Manzoor Gichki sahib.

جناب منظور احمد گجکی : بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب میڈم چیئرپرسن صاحبہ! مجھے خوشی ہے کہ دوسری جانب سے میں اس بحث کا آغاز کر رہا ہوں - قومی اسمبلی سے پاس شدہ شریعت بل اس وقت ہمارے سامنے ہے - جناب والا! اس بل کو پاس کرنے سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ جس بل کو ہم متعارف کرا رہے ہیں کیا وہ پاکستان کی تحریک کے بنیادی مقاصد سے ہم آہنگ ہے - جب ہم اس نکتہ پر غور کریں گے تو یقیناً ہم یہ فیصلہ کرسکیں گے جو بل ایوان میں پیش کیا گیا ہے آیا وہ ان بنیادی مقاصد کو پورا کر رہا ہے یا نہیں -

میڈم چیئرمین! یہ ملک ہندوستان کے مسلمانوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہے اور خصوصاً جب ہندوستان میں مسلمان معاشی طور پر مغلوب تھے تو اس وقت پاکستان کی تحریک شروع کی گئی جن لوگوں نے اس میں حصہ لیا ان کے نقطہ نظر کو ہمیں سامنے رکھنا چاہیئے جو کہ یہ نقطہ نظر ہی پاکستان کی تخلیق کی بنیاد ہے - اس سیاق و سباق میں ہمیں اس پر بحث کرنی چاہیئے - میڈم چیئرمین! میں بہانگ دہل کہوں گا کہ یہ ملک یقیناً ہندوستان کے مسلمانوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہے لیکن شروع سے لیکر آج تک مجھے تاریخ کی کسی بھی کتاب میں ، کسی بھی جگہ یہ چیز نظر نہیں آتی اگرچہ پاکستان بننے کے بعد بہت سے مورخین ، محققین اور دانشوروں نے جو اس نقطہ نظر کے حامل ہیں اس پر کافی کتابیں لکھی ہیں لیکن نہ لیاقت علی خان کی کسی تقریر میں ، نہ مسٹر جناح کی کسی تقریر میں اور نہ علامہ اقبال کی کسی تقریر میں اور نہ ان تمام لوگوں کی تقاریر میں جنہوں نے اس تحریک میں حصہ لیا یہ چیز نظر آتی ہے جو اس وقت اس ایوان میں پیش کی جا رہی ہے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین! بیسویں صدی کے آغاز میں مسلم لیگ کی پارٹی بنی ، اس وقت قائداعظم اس کے رکن نہیں تھے وہ کانگریس کے رکن تھے اور اس دور میں ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف جتنی بھی تحریکیں چلیں وہ متحدہ ہندوستان کے لئے تھیں - اس کے بعد مسلمانوں کے حقوق کے لئے مسلم لیگ بنائی گئی اور یہ تحریک چلی کہ مسلمانوں کے لئے ایک الگ ملک ہونا چاہیئے - لیکن اس سارے تاریخی حوالے میں مجھے کہیں یہ نظرنہیں آتا کہ اس وقت اسلامی حکومت قائم کرنے کا کوئی تصور تھا - میں نے تاریخ کی کسی بھی کتاب میں نہیں دیکھا کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہو گی - یہ ملک مسلمانوں کے لئے بنایا ضرور گیا تھا لیکن کسی مذہبی ریاست کے قیام کے لئے یہ جدوجہد نہیں کی گئی تھی -

[At this stage a delegation of British Parliamentarians entered the House]

Madam Deputy Chairman: I welcome the honourable guests in the House. Mr. Gerald Hofman is M.P. and Shadow Foreign Secretary of the British Labour Party; Mrs. Veiley is the member of the British Parliament, I welcome them.

Yes, Mr. Manzoor Gichki.

[At this stage the Chair was vacated by the Deputy Chairman and occupied by the Chairman, Mr. Wasim Sajjad]

جناب چیئرمین : جی گچکی صاحب -

جناب منظور احمد گچکی : شکریہ جی! علامہ اقبال نے 1930ء میں اپنی تقریر میں جو کچھ کہا تھا اس کے حوالے سے ہم کہتے ہیں کہ انہوں نے پاکستان کا خواب دیکھا تھا ، میں اسے quote کرتا ہوں - اس میں اسلامی حکومت کا تصور کہیں ہم نے نہیں دیکھا۔ بلکہ یہ تھا کہ

This will be a Homeland for Muslims

اس میں کہتے ہیں کہ

nor should the Hindus fear that the creation of autonomous Muslim

state.

یہاں مسلم سٹیٹ کا لفظ بہت واضح طور پر بولا گیا ہے
which means introduction of a kind of religious rule in such State. The principle that each group is entitled to free development on his own lines is not inspired by any feeling of narrow communalism.

جناب والا ! یہ اس شخص کا نقطہ نظر ہے جس کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ اس نے پاکستان کا خواب دیکھا تھا ۔ اس کے بعد بانی پاکستان محمد علی جناح نے بھی وقتاً فوقتاً اس کا اظہار کیا ۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Mr. Jinnah should be addressed as Quaid-i-Azam. May I point out to my friend that is how he should address Quaid-i-Azam.

Mr. Manzoor Ahmad Gichki: OK. Thank you very much for your advice.

جناب والا! انہیں مجھے interrupt نہیں کرنا چاہیئے لیکن چوں کہ ان کی ایک اچھی تجویز ہے اس لئے میں یہ قبول کرتا ہوں جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ علامہ اقبال کے دور میں یا علامہ اقبال کے کسی بھی لٹریچر میں اسلامی ریاست کا کوئی تصور نہیں تھا ۔ جب قائداعظم محمد علی جناح کانگریس سے بدظن ہو کر آئے تو وہ بنیادی طور پر متحدہ ہندوستان کے سب سے بڑے چمپئن تھے لیکن جب حالات کو دیکھا تو کانگریس سے ناامید ہو گئے اور مسلم لیگ میں آئے ۔

Akhunzada Behrawar Saeed: The speaker I think is giving the history of the Pakistan Movement but we are expecting him to discuss the Shariat Bill.

Mr. Chairman: I would request the honourable members not to interrupt the honourable speaker and if you have ony comments you

can make them at your turn.

پروفیسر خورشید احمد : میں درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی روایات کے مطابق ہمارے بھائی گچکی صاحب اپوزیشن کی طرف سے بحث کا آغاز کر رہے ہیں خواہ وہ لیڈر آف دی اپوزیشن ہوں یا نہ ہوں لیکن ہمیں ان کا احترام کرناچاہیئے وہ جو کچھ کہیں ہمیں غور سے سننا چاہیئے اور بعد میں اپنی باری پر اس پر بات کریں -

Mr. Chairman: we should not interrupt the honourable speaker and thereafter whenever your turn comes you can make your points of view or whatever it is.

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! میں معزز رکن کا مشکور ہوں لیکن میں نے پہلے بھی یہی کہا تھا کہ جب ہم شریعت بل پر بحث کر رہے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے پاکستان کے بنیادی مقاصد پر نظر رکھنی چاہیئے تب ہم یہ معلوم کر سکیں گے ، جو بل اس ایوان میں لایا گیا ہے وہ ان مقاصد کے مطابق ہے یا نہیں ہے اب نہ جانے کیوں بہرہ ور سعید صاحب بیچ میں بول پڑے ہیں - ان کی باری آئے گی تو یقیناً انہیں وقت ملے گا اور وہ بہت کچھ بولیں گے - مجھے امید ہے کہ کوئی بھی ممبر آئندہ مجھے interrupt نہیں کریں گے -

جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب قائداعظم محمد علی جناح مسلم لیگ کے سربراہ مقرر ہوئے تو انہوں نے کسی بھی موقع پر یہ نہیں کہا کہ there will be a theoratic rule یہ کوئی اسلامی ملک ہوگا بلکہ شروع میں جب انہوں نے رائٹر (Reuter) کے رپورٹر کو انٹرویو دیا تو کہا -

The Quaid-e-Azam said that the new state would be a modern democratic state with sovereignty resting in the people and the members of the new nation having equal rights of citizenship regardless of their religion caste or creed.

تو یہ ان کا ایک بیان ہے جس میں انہوں نے وضاحت کی کہ یہ کوئی مذہبی ریاست نہیں

ہوگی بلکہ انہوں نے بار بار اس کی وضاحت کی کہ بلاامتیاز مذہب و عقیدہ یہ تمام لوگوں کے لئے ایک جمہوری ملک ہوگا جناب والا! فرض کرلیں اگر یہ بات نہ تھی تو کیا اس ہاؤس میں کوئی مجھے یہ بتا سکے گا کہ اس زمانے میں جتنی بھی سیاسی جماعتیں ہندوستان میں موجود تھیں جن کی اس وقت اچھی strength تھی اور ان کی ایک اچھی بھلی حیثیت تھی انہوں نے پاکستان کی تخلیق کی حمایت کیوں نہیں کی - جب ان سے یہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ پاکستان بننے کے بعد ہندوستان کے دس بارہ کروڑ عوام کو ہم کہاں لے جائیں گے - ان کا اس ملک میں کیا مقام ہوگا لیکن میں ایک ٹیبل آپ کے سامنے پیش کروں گا - ہندوستان میں پارٹیوں کے اعتبار سے اس وقت چار پانچ پارٹیاں ایسی تھیں جو غیر سیاسی جماعتیں تھیں مثلاً علمائے دیوبند ، انہوں نے اس نظریئے کو یعنی پاکستان کے قیام کو سپورٹ ہی نہیں کیا - دوسری طرف جناب والا! بریلوی اور پیر جتنے بھی ہیں ان کا دوسرا طبقہ ہے انہوں نے بھی پاکستان کے قیام کی حمایت نہیں کی - تیسری بات یہ ہے کہ جماعت اسلامی کے مولانا مودودی نے بھی اس کی مخالفت کی - اب یقیناً ان لوگوں نے جب اسکی مخالفت کی تو ان کی اپنی ایک سوچ تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ جوکچھ وہ سمجھ رہے ہیں وہی ٹھیک ہے لیکن اگر اس وقت یہ صورت حال ہوتی اور اگر واقعی یہ اسلامی ریاست کے قیام کے لئے کوشش ہوتی تو یقیناً یہ لوگ اس کو سپورٹ کرتے -۔ یہ الگ بات ہے جناب والا! کہ 1945ء میں جمیعت العلمائے اسلام بنائی گئی - اس وقت پاکستان کا قیام قریب تر آرہا تھا اور مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب اس جماعت کے لیڈر کی حیثیت سے سامنے آئے لیکن جمیعت العلمائے ہند کی اکثریت نے اس کی مخالفت کی -

جناب والا! میں اب ان علاقوں کی طرف آتا ہوں جن پر مجوزہ پاکستان مشتمل ہوتا- اس وقت پنجاب میں یونینسٹ پارٹی تھی ، بنگال میں فضل الحق صاحب کی جماعت تھی ، سندھ میں بھی یہی صورتحال تھی - بلوچستان تو اس وقت صوبہ نہیں تھا لیکن وہاں بھی تقریباً یہی صورتحال تھی - جناب والا! یہ سب چیزیں ظاہر کرتی ہیں کہ جہاں لوگوں نے اس کی مخالفت کی وہ اس لئے نہیں کی کہ یہ ملک اسلامی ریاست نہ ہونا تھا پھر دوسری سب سے بڑی بات یہ ہے اور کیبنٹ مشن پلان کی پوری تاریخ ہمارے سامنے ہے ، اس وقت بھی قائداعظم محمد علی جناح نے یہ concession دینے کی کوشش کی کہ ہم انڈین یونین کے اندر رہیں گے بشرطیکہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں ان کے حکومت کرنے کی حق کو تسلیم کیا جائے - کانگریس نے خود اس کو سبوتاژ کیا ، کانگریس نے خود اسے مسترد کیا وگرنہ قائداعظم محمد علی جناح نے تو اپنی رائے اس وقت دے دی تھی - میں یہ

اس لئے ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے کسی نے بھی اس کو مذہبی ریاست یا اسلامی ریاست بنانے کے خیال سے اس کے لئے جدوجہد نہیں کی تھی - میں قائداعظم محمد علی جناح کی 11 اگست کی اس تقریر کا حوالہ دینا چاہتا ہوں جس میں کہتے ہیں کہ

In this division it was impossible to avoid the question of minorities in one dominion or the other. Now that was unavoidable. There is no other solution. Now, what shall we do? We want to make this great state of Pakistan happy and prosperous. We should wholly and solely concentrate on the wellbeing of the people and especially of the masses and the poor. If you will work in cooperation forgetting the past burying the hatchet you are bound to succeed. If you change your past and work together in a spirit that everyone of you, no matter what community he belongs no matter what relations he had, what you were in the past, no matter what is his colour, caste or creed.

تو یہ تمام چیزیں اس تقریر میں یہ ظاہر کرتی ہیں - اس کے علاوہ آخر میں فرماتے ہیں

Now, I think, we should keep it in front of us our ideal and you will find that in course of time. Hindus would cease to be Hindus and Muslims would cease to be Muslims not in the religious sense because that is the personnel faith of each individual but in the political sense as citizens of the state.

جناب والا! یہ تمام چیزیں ہمارے سامنے ہیں اور بانیٔ پاکستان نے جس طریقے سے اپنے نقطۂ نظر کو جدوجہد کے دوران یا جدوجہد کے بعد پیش کیا ہے - اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ

it will not be a *fundamentalist* i.e. State, it will not be a *theocratic* State.

اور اس میں fundamentalism کی کہیں کوئی گنجائش نہیں لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ان اداروں کو پھلنے پھولنے ہی نہیں دیا گیا جو ایک جمہوری عمل کو آگے بڑھاتے ہیں - ہم نے ہمیشہ یہ دیکھا ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے کسی نہ کسی کارنر سے پاکستان کے عوام کے حق حکمرانی کو چھیننے کی کوشش کی گئی اور اس چھیننے اور جھپٹنے میں ہم نے یہ دیکھا ،

کبھی کسی نے "نظریہ پاکستان" کبھی کسی نے "نظریہ اسلام" اور نہ جانے کیا کیا راگ الاپے ہیں جو میں سمجھتا ہوں اس وقت موجود نہیں تھا - سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ اسلام کے لئے تھا ، میں دوبارہ حوالہ دوں گا مولانا امین احسن اصلاحی کا جو جناح صاحب کے بارے میں کہہ چکے ہیں -

"We ask the ulema whether this concept of State was....."

یہ انہوں نے کہا تھا

"If Maulana Ameen Ahsan Islahi evidently, correctly represents the view of Jamat-i-Islami's concept of State based on this idea....."

یہاں پر مولانا مودودی صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس کی مخالفت کی تھی اور وہ پاکستان کے خالق کو devil کے نام سے یاد کرتے تھے ، یہ تاریخ کا ایک حصہ ہے -

جناب والا! میں آپ کو دوسری طرف لے جاتا ہوں- 1963ء میں خود مولانا صاحب نے اپنی زندگی میں یہ کہا تھا (یہ ترجمان القرآن میں نومبر1963ء کے شمارے میں چھپا ہے) کہ ہم اس بات کا کھلے بندوں اعتراف کرتے ہیں کہ تقسیم ملک کی جنگ میں ہم غیر متعلق رہے - اس کارکردگی کا سہرا ہم مسلم لیگ کے سر باندھتے ہیں اور اس میدان میں کسی کریڈٹ کا اپنے آپ کو دعویدار نہیں کہتے - قابل غور بات ہے جناب والا! کہ 1913ء تک مولانا صاحب قیام پاکستان کی بجائے تقسیم ملک کی اصطلاح کو استعمال کرتے رہے ہیں - قیام پاکستان کے بعد تک بھی وہ یہی کہتے رہے ہیں - جناب والا! اس وقت اس کے ذہن میں یقیناً یہ بات تھی ، وہ شاید اپنے نقطہ نظر سے صحیح ہوں،سیکولر سٹیٹ کا ان کے ذہن میں یقیناً کوئی تصور تھا ، کیونکہ ایک دو جگہوں پر میں نے دیکھا ہے مختلف علماء یا مختلف لوگ جو بانیانِ پاکستان تھے یا بصورت دیگر اس ملک کے لیڈر تھے وہ یہ کہتے تھے کہ سیکولر ازم سے ہی ہم پنپ سکتے ہیں اور آگے بڑھ سکتے ہیں کیونکہ ساٹھ ستر کروڑ انسانوں میں جہاں پر ہماری آبادی بیس پچیس کروڑ تھی وہاں پر ہم مذہبی بنیادوں پر یا فرقہ پرستی کی بنیادوں پر چلتے تو یقیناً ان کی سمجھ کے مطابق ہندوستان میں ہم penetrate نہیں کر سکتے تھے اور ان لوگوں کو اسلام کی طرف راغب نہیں کر سکتے تھے جن کو ہم اسلام کی طرف لانا چاہتے ہیں- یہ تو ایک میرا نقطہ نظر ہے - پاکستان کی creation کسی بھی theocratic rule کے لئے نہیں تھی ، نہ یہ کسی مذہب کے لئے تھی نہ یہ کسی اسلامی ریاست کے قیام کے لئے تھی بلکہ

it was created for Muslims.

یہ ان کا ہوم لینڈ تھا - یہ ایک سیدھا سادہ concept تھا جسے بعد میں ہمارے حکمرانوں نے اور ہمارے علمائے کرام نے اس طرف کھینچنے کی کوشش کی -

بنیادی نکتہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے پاکستان کے لئے جدوجہد کی ان کا تعلق کس فرقے سے تھا - جناب والا! آپ یقین کریں کہ اگر آپ شریعت بل کو انٹروڈیوس کرتے ہیں تو پاکستان کے اندر ان تمام فرقوں کو کس طریقے سے ایڈجسٹ کریں گے جنہوں نے اس ملک کے لئے قربانیاں دیں اور جن کا اس ملک کی creation میں بڑا ہاتھ تھا حتیٰ کہ میں کہوں گا کہ قائداعظم محمد علی جناح کا اپنا تعلق فقہ جعفریہ سے تھا ، سنی فقہ سے اس کا تعلق نہیں تھا - میں باقیوں کا نام لینا نہیں چاہتا کیونکہ جنہوں نے اس کے لئے جدوجہد کی ان کے ناموں کی فہرست بڑی طویل ہے - اگر ان کے ذہن میں یہ بات ہوتی کہ یہ ملک صرف ایک ہی فرقے کے لئے بنے گا تو کیا وہ اس جدوجہد میں شامل ہوتے ، یقیناً نہ ہوتے۔ اس لئے اس ملک کے لئے ان کے ذہن میں یہی تھا کہ یہ تمام مسلمانوں کا ملک ہو گا جہاں پر سارے فرقے اور تمام لوگ اپنی زندگی محض ایک انسان کی حیثیت سے گزاریں گے ، جس طرح میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں ہم نے تم میں ہر ایک فرقے کے لئے دستور اور طور طریقہ مقرر کیا ہے اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا مگر اس نے تم کو جو کچھ دیا ہے اس میں وہ تمہاری آزمائش کرنا چاہتا ہے یعنی مذہبی رواداری کے لئے یہ تھا اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو یقیناً ایک ہی فرقہ یا ایک ہی مذہب بناتے ، ان کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں تھا - یہ قرآنی آیات ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کے انٹروڈیوس کرنے کے بعد سب سے زیادہ فرقہ واریت کو ہوا ملے گی اور آپ دیکھیں گے کہ کچھ عرصے کے بعد ان کے آپس میں جھگڑے ہوں گے کیونکہ کوئی بھی فرقہ کسی اور سے مغلوب نہیں ہونا چاہتا اور نہ کوئی دوسرے کے غلبہ کو تسلیم کرنا چاہتا ہے جناب والا! پاکستان کا ایک بنیادی مقصد یہ تھا -

that it was a homeland for Muslims.

جناب والا! میں یہ بتانا چاہوں گا کہ جب قراردادمقاصد میں وہ تمام چیزیں موجود ہیں اور آئین کے آرٹیکل 237 سے لے کر شاید 231 تک مذہبی تحفظ موجود ہے تو اس بل کو انٹروڈیوس کرنے کی میں سمجھتا ہوں کوئی ضرورت نہیں تھی - دوسری بات یہ ہے کہ فیڈرل لسٹ نمبر 1 فیڈرل لسٹ نمبر 2 کنکرنٹ لسٹ میں کوئی ایک سو پندرہ موضوعات بنتے ہیں

اس میں سوائے ایک تعلیم کے کہ فیڈرل گورنمنٹ ایک کمیشن بنائے گی اور جو کچھ بھی کرے گی اس کے علاوہ اس کے اختیار ہی میں نہیں ہے - یہاں پر آپ کو آئینی اختیار ہی نہیں ہے کہ آپ ترمیم کریں یا یہ بل لے آئیں - یہ تو سیدھے طریقے سے صوبائی حکومت کا مسئلہ ہے اور اس کو صوبائی حکومت میں جانا چاہیئے تھا لیکن ان تمام چیزوں کو نظرانداز کر کے یہاں اس بل کو لایا گیا - پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ

"The Holy Quran and Sunnah shall be the supreme law of Pakistan."

یہ بڑا controversial مسئلہ ہے یقیناً ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں اس سے استفادہ کرنا چاہیئے اور یہ ہمارا فرض بنتا ہے لیکن اس کی بجائے اس کو اس طریقے سے رکھیں کہ

It will be the source of law.

یعنی یہ source of law ہوگا تو پھر وقت اور حالات کے تحت اور دنیا میں جو تبدیلیاں ہوں گی ان کے مطابق ہم اپنی زندگیوں کو ڈھال سکیں گے -

اب اگر ہمیں یہ تمام چیزیں رکھنی ہیں - تو پھر نہ تو اپرہاؤس کی ضرورت ہے اور نہ ہی لوئر ہاؤس کی ضرورت ہے - البتہ پھر یہ کریں کہ کچھ ملاؤں کو یہاں بٹھا دیں اور کچھ کو اس ہاؤس میں بٹھا دیں ، وہ جو بھی اس ملک کی قسمت کا فیصلہ کریں انہیں کرنے دیں - ان ایوانوں کی پھر کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی عدالتوں کی ضرورت ہو گی - چونکہ فیصلے تو یہی لوگ دیں گے - میں جناب والا! اس بل کی مخالفت کرتا ہوں - میں اس بل کی اس حد تک مخالفت کرتا ہوں کہ چونکہ اس ملک کی creation کا essence جو ہے ، وہ سیکولرسٹیٹ کی حیثیت سے ہوا تھا ، اس لئے میں اس شریعت بل کو totally reject کرتا ہوں -میں اس میں دی گئی کسی ترمیم میں اپنے آپ کو شامل ہی نہیں کرتا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو کلیتہً مسترد کیا جانا چاہیئے اور جس طریقے سے بانیٔ پاکستان نے اس ملک کے حصول کے لئے جدوجہد کی تھی اور کہا تھا کہ یہاں پر ہر انسان کو آزادی حاصل ہو گی اور یہاں پر ہر انسان کے بنیادی حقوق کا تحفظ کیا جائے گا اس کے پیش نظر میں کلیتہً اس بل کی مخالفت کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ ہاؤس جس میں اکثریت قائداعظم کے پیروکاروں کی ہے ان کے ارشادات کے مطابق وہ اس ملک کو ایک theocratic state نہیں بننے دیں گے - یہ الگ بات ہے کہ آج کل یہ کچھ مذہبی جماعتوں کے حصار میں ہیں جس طریقے سے ان کو گھمائیں وہ گھوم رہے ہیں لیکن اس کا انہیں بعد میں اندازہ

ہو گا کہ جو کچھ وہ اس ملک کی اقلیتوں کے ساتھ ، اس ملک کے دوسرے فرقوں کے ساتھ کر رہے ہیں وہ کوئی اچھا کام نہیں کر رہے ہیں - شکریہ!

جناب چیئرمین : جناب محمد علی خان صاحب -

جناب محمد علی خان : جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ایک بہت ہی اہم مسئلے پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع عطا فرمایا - جناب والا! اس شریعت بل کا اگر بنظرغائر مطالعہ کیا جائے تو ہم یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ ایک بنیادی اہمیت کا حامل بل ہے - وطن عزیز میں اکثریت نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی متمنی ہے ، کیونکہ صرف اور صرف یہی نظام ان کی امنگوں کا واحد ترجمان ہے - اس ایوان میں یہ بل پیش کرنے کے موقع پر میں مسلمانان پاکستان کو اس آیات مبارکہ کا حوالہ دینا چاہتا ہوں جس میں روزاول کے اس عہد کی طرف یاددہانی کرائی گئی -

"اگر ہم ان لوگوں کو زمین میں اقتدار اور حکومت دیں گے تو وہ نماز قائم کریں گے ، زکوٰۃ دیتے رہیں گے ، ہر اچھے کام کا حکم جاری کریں گے اور ہر برے کام سے روکیں گے"

جناب والا! پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے ، جس کو ہم نے حضرت قائداعظم کی قیادت میں اسلام کے نام پر قائم کیا تھا - ہمیں کوئی ایسا خطہ زمین درکار تھا جس میں ہم اپنے نظام حیات کو اسلامی قانون کے تحت چلا سکیں - جناب والا! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ خطہ زمین ہمیں مل گیا جس کا ہم مطالبہ کررہے تھے اور جس کے لئے ہم نے یعنی برصغیر کے مسلمانوں نے بے انتہا قربانیاں دی تھیں- اب اگر بفرض محال یہاں پر وہ آئین حیات نافذ نہ کر پائیں جس کے لئے ہم نے اتنی قربانیاں دی تھیں ، تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم سے زیادہ گنہگار اور زیاں کار کوئی اور نہیں ہو گا - ہم نے ایک قوم کی حیثیت سے اپنے آپ کو نظام اسلام کا پابند کر رکھا ہے جس سے ہمارے لئے روگردانی اب قطعی ناممکن ہے - اس ضمن میں یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ بانی پاکستان حضرت قائداعظم نے پاکستان میں اسلام کی ہی سربلندی کا اور یہاں اسلامی قانون کو من و عن نافذ کرنے کا بار بار اعلان فرمایا تھا ، جس کا میں انشاء اللہ اس ایوان میں ثبوت پیش کروں گا -

جناب والا! 1939ء میں بمبئی میں عیدالفطر کے موقع پر انہوں نے فرمایا کہ :

"مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآن پاک میں موجود ہے - ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں اور قرآنی پروگرام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام پیش ہی نہیں کرسکتی"

پھر 1943ء میں بمقام علی گڑھ انہوں نے فرمایا :

"راہنمائی کے لئے ہمارے پاس اسلام کی عظیم الشان شریعت موجود ہے ، درخشاں کارنامے ، تاریخی کامیابیاں اور روایتیں موجود ہیں ، اسلام ہر شخص سے بھی امید رکھتا ہے کہ وہ اپنا فرض بجا لائے گا -"

جناب والا! 13 جنوری 1948ء کو اسلامیہ کالج پشاور میں ، جہاں خوش قسمتی سے میں بھی موجود تھا ، اپنے خطبے کے دوران انہوں نے فرمایا :

"کہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ زمین کے ایک ٹکڑے کے لئے نہیں کیا
I did not want to create a state for the Muslims only as has just been said. ہم نے پاکستان کا مطالبہ ، زمین کے ایک ٹکڑے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں اسلام کے اصولوں کو اپنا سکیں -"

اس کے بعد جناب والا! اسی مہینے ، یعنی فروری 1948ء میں کراچی بار ایسوسی ایشن میں عید میلاد کے موقع پر انہوں نے دو ٹوک الفاظ میں فرمایا کہ

"پاکستان کے دستور کے متعلق کوئی بھی شک و شبہ نہیں ہونا چاہیئے ، وہ قرآن و سنت کے مطابق بھی ہو گا اور مسلمانوں کو وہ دستور تیرہ سو سال قبل دیا جا چکا ہے - "

جناب والا! یہ تھے قائداعظم کے فرمودات پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے متعلق -

جناب والا! مسلمانوں کی یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ پاکستان بننے کے بعد اس کے بانی ہم سے جلد رخصت ہو گئے - ان کے بعد لیاقت علی خان کو شہید کر دیا گیا - پھر خواجہ ناظم الدین صاحب نے حکومت بنائی لیکن جب گورنر جنرل غلام محمد صاحب نے اس کی حکومت کو توڑا تو قیادت مسلم لیگ کے ہاتھ سے نکل کر بیوروکریٹس کے پنجے میں چلی گئی اور نوکر شاہی نے یہ قیادت سنبھال لی - لہٰذا اس ملک کی خالق جماعت یعنی مسلم لیگ کو اس ملک کو چلانے کے لئے کماحقہ مواقع فراہم نہیں کئے گئے جس کی وجہ سے آج تک ہم اس مخمصے میں پھنسے ہوئے ہیں کہ یہاں کب اور کیسے نظام اسلام کا نفاذ ہو - کیونکہ ابتدا سے لے کر آج تک ایک خلا چلا آ رہا ہے ، جس کی وجہ سے ملک کے نظریہ کو ٹھیس پہنچی ہے اور گونا گوں دلفریب ازموں کی صدائیں بلند ہوئیں اور یہاں تک کہ سادہ لوح عوام کو پھانسنے کے لئے ان لادینی نعروں کے ساتھ اسلام کو جوڑنے کی ناپاک کوششیں کی گئیں -

جناب والا! بہت ساری حکومتیں بدلی ہیں ، بہت سے آئین بنے اور بگڑے لیکن کسی نے بھی نفاذ اسلام کا یا قرآن وسنت کے احکامات کا نام تک نہیں لیا - لہٰذا جب ہماری شامت اعمال آئی ، اللہ تعالیٰ ناراض ہوا ، تو ملک کا ایک حصہ یعنی سابقہ مشرقی بنگال ہم سے کٹ کر بنگلہ دیش بن گیا - ایسے خوف ناک سانحہ اور ایسے عظیم نقصان کے بعد عقلمندی کا تو یہ تقاضا تھا کہ ہم سب من الحیث القوم کچھ سوچتے اور آئندہ کے لئے انفرادی طور پر پہلے اپنے آپ پر اور پھر سارے ملک میں قرآن و سنت کا نظام نافذ کرتے لیکن بدقسمتی سے ہم نے ایک دوسرے پر الزام تراشیاں شروع کر دیں اور "ادھر ہم اور ادھر تم" کا نعرہ لگانے والے حکومت کے مالک بن بیٹھے پھر جناب والا! اسلام کے نام پر بنے ہوئے اس وطن عزیز میں ، اسلام اور اسلام کے نام لیواؤں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا وہ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی محتاج بیان نہیں ہے - آخر کار اس گئے گزرے دور میں بھی لوگوں نے ان لادینی نعروں سے اور سوشلزم کے نعروں سے تنگ آ کر نظام مصطفیٰ کی تحریک چلائی جو مارشل لاء پر ختم ہو گئی - اس وقت ملک کی تاریخ میں پہلی بار یہ اعلان کیا گیا کہ یہاں نظام اسلام کا نفاذ ہو گا - یہ مژدہ سن کر اسلامیان پاکستان کے چہرے دمک اٹھے کہ مدت مدید کے بعد وہی قانون رائج کیا جائے گا جس کے لئے ہم نے اتنی قربانیاں دی تھیں - لیکن افسوس صد افسوس کہ اسلامی قوانین کے ادھورے نفاذ سے اور نوکرشاہی کے عدم تعاون اور کام کی سست رفتاری کی وجہ سے اس میں کوئی خاطرخواہ پیش رفت نہ ہو سکی اور چاروں طرف مایوسی ہی مایوسی پھیل گئی -

جناب والا! صورتحال اب بھی نہایت ہی تشویشناک ہے - ہندوستان ہمیں تباہ کرنے

کے لئے تیاریاں کر رہا ہے اور منصوبے بنا رہا ہے ۔"RAW" کے ایجنٹ نہ صرف ملک میں عام طور پر بلکہ سندھ میں خاص طور پر تخریب کاری میں لگے ہوئے ہیں ۔ اور "KHAD" بھی اس میں شامل ہے ۔ ہندوستان بھی ہم پر حملہ کرنے کی کوششیں کر رہا ہے اور اس کے لئے بہانے ڈھونڈ رہا ہے ۔ کیونکہ اس نے پاکستان دشمن پالیسی اپنا رکھی ہے۔ یعنی بالالفاظ دیگر پاکستان کو مشرقی اور مغربی ، دونوں سرحدوں سے نہایت ہی سخت خطرہ لاحق ہے ۔ بھارت کی موجودہ صورتحال کی وجہ سے تو اس میں مزید زیادتی آ گئی ہے پھر امریکن ایڈ کے بند ہونے کی وجہ سے ہم پر دفاعی ذمہ داریاں اور بھی زیادہ ہو گئی ہیں ۔ جناب والا ! ایسے وقت میں ہمیں صرف اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے اور اس کے سوا ہمارے لئے کوئی اور جائے پناہ نہیں ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد اس وقت آتی ہے جب لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کریں ۔ اور اسی کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے کہ "اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین کی امداد یعنی اس کا نفاذ اور اشاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری امداد فرمائے گا اور تمہارے قدم جمائے گا" اندریں حالات اسلام ہی کے نفاذ میں ہماری اور ہمارے ملک کی بقا ہے ۔ بقول شخصے

ع زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی ، شرمندگی

جناب والا! جب ہم اپنے اس ملک میں خودمختار نہ تھے تو غیروں کے ایک قانون یعنی یقیناً ایک باطل قانون کو ہم نے گوارا کیا ، اس کے لئے ہم ایک حد تک تو بری الذمہ ہو سکتے ہیں لیکن اب جب خداوندتعالیٰ کے فضل سے اقتدار ہمارے اپنے ہاتھ میں آ گیا ہے ، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس ملک کا مالک بنا دیا ہے ۔ اگر ہم جان بوجھ کر اسلامی قانون کی جگہ کوئی دوسرا قانون جاری کرنا چاہیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم من حیث القوم بلاارادہ مرتد ہو جائیں گے ۔ جس کے لئے کوئی راسخ العقیدہ مسلمان بھی تیار نہیں ۔ اگر ہم نے اپنی طرز زندگی یعنی اپنے ضابطۂ حیات کو اسلامی سانچے میں مکمل طور پر ڈھال لیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء پوری ہو جائے گی جس کے بارے میں قرآن پاک میں یوں ارشاد ہوا ہے کہ "اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو"۔

جناب والا! اس کے بعد پھر یوں فرمایا گیا ہے کہ "یہ پورے طور پر مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ اپنے مابین مقدمات و تنازعات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ نہ

کرائیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر اپنے دلوں میں ذرا بھر تنگی محسوس نہ کریں - اور پھر اس فیصلے کو پورے طور پر برضا و رغبت تسلیم کریں"۔

اسی طرح جناب والا! قرآن پاک میں تین جگہ فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ قرآن پاک کے قوانین کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے تو ایک جگہ فرمایا گیا کہ وہ کافر ہوں گے ۔ دوسری جگہ فرمایا کہ وہ ظالم ہوں گے اور تیسری جگہ فرمایا گیا کہ وہ فاسق ہوں گے - لہٰذا مسلمانوں پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے معاملات زندگی ، باقاعدہ طور پر احکامات خداوندی کے سانچے میں ڈھال لیں - یہ جناب والا! ہر گز ممکن نہیں کہ ایک مسلم معاشرہ اپنے بنیادی معاہدے کو توڑ کر اپنے لئے کوئی اور طریقہ اختیار کرے - اگر بفرض محال وہ اپنے پرانے طریقے کو چھوڑ کر کوئی نیا طریقہ اختیار کرتا ہے تو وہ عہد جو اس نے روز اول کیا تھا خودبخود ٹوٹ جاتا ہے - لہٰذا وہ معاشرہ ، مسلم معاشرہ نہیں رہتا بلکہ ایک غیر مسلم معاشرہ بن جاتا ہے - میں یہ پوچھوں گا کہ آخر ایک مسلمان ملک میں اسلامی قوانین کا نفاذ کیوں نہ ہو ، جناب والا! مغرب کا ایک مشہور دانشور ، مفکر اور نقاد برناڈشا رقم طراز ہے کہ اگر دنیا امن و سکون کی متلاشی ہے تو اسے چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے قانون کو اختیار کرے - یہ ایک انگریز کی بات ہے جو کہ غیر مسلم ہے -

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں قدر مشترک صرف اسلام ہے - اگر اس ضمن میں کوئی بروقت قدم نہ اٹھایا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری موجودہ وحدت کو لامتناہی نقصان پہنچنے کا نہ صرف احتمال ہے بلکہ خطرناک اندیشہ ہے -

جناب والا! خود ساختہ اور بزعم خویش ترقی پسند لوگ آج کل اس شریعت بل کی بے انتہا مخالفت کر رہے ہیں - اخبارات میں اس ضمن میں انہوں نے بیانات دینے شروع کر دیئے ہیں - اور اسلامی علوم سے ناواقف سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں - اور انہیں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بتایا جا رہا ہے کہ اگر اس ملک میں شریعت اسلامی کا نفاذ ہو جائے تو پھر ہم اپنی ماضی کی تاریخ کو بھول جائیں گے اور جو اقوام ماضی کی تاریخ کو بھول جاتی ہیں وہ ترقی یافتہ اقوام میں کوئی مقام نہیں پاتیں -

جناب والا! بدقسمتی سے یہ اپنی تاریخ کو موہنجوداڑو ، ہڑپہ اور گندھارا تہذیب کے ساتھ ملانے کی کوشش کر رہے ہیں، اپنے آپ کو اس سے وابستہ کر رہے ہیں حالانکہ یہ درست نہیں - وہ تمدن صرف ان علاقوں کے تھے جن میں یہ کھنڈرات آج کل پائے جاتے

ہیں - اسلام کا ان سے کوئی واسطہ نہیں ہے - یہ اسلامی تاریخ نہیں ہے جس پر ہمیں فخر کرنا چاہیئے - جناب والا! یہ ان لوگوں کی تاریخ ہے جن کو نافرمانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نیست و نابود کر دیا تھا - وہ صفحۂ ہستی سے مٹ گئے ہیں ان -کا نام و نشان مٹ گیا ہے - آج کل کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کون سی اقوام تھیں ان کی زبان کیا تھی ، ان کا تمدن کیا تھا ، وہ کون لوگ تھے ، کہاں سے آئے تھے اور کہاں چلے گئے ، جب میں موہنجوداڑو ، ہڑپہ ، ٹیکسلا، تخت بائی یا جال گڑھی میں کھنڈرات دیکھنے جاتا ہوں تو مجھے ان کی حالت پر افسوس ہوتا ہے - اور مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ برصغیر کے عاد و ثمود تھے جس طرح کہ عاد و ثمود کا قصۂ پارینہ ہے - ان لوگوں کا بھی وہی قصۂ پارینہ ہے - اس ضمن میں جناب والا! ہمیں شاہ ایران کے واقعات و حالات سے سبق حاصل کرنا چاہیئے جس نے اسلام کو چھوڑ کر دارا کے ساتھ رشتہ جوڑنے کی کوشش کی - جناب والا! یہ بات سب پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس کا انجام کیا ہوا - خداوند تعالیٰ کی زمین اس پر تنگ ہوگئی اور اس وقت مصر کے سابق صدر مرحوم انورالسادات اسکو جگہ نہ دیتے تو آج اس شاہ کی قبرکہیں عیسائیوں کے قبرستان میں ہوتی -

جناب والا! میں افسوس کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ پاکستان میں گنتی کے چند علمائے اسلام بھی اس بل کی مخالفت پر اتر آئے ہیں - جو کم از کم میری سمجھ سے بالاتر ہے - ان میں سے بعض اب یہ کہنے لگے ہیں کہ موجودہ بل سے وہ بل ہزارہا درجے بہتر تھا جو کہ سینیٹ نے پاس کیا تھا حالانکہ انہی لوگوں نے جناب والا! اسی بل کی بھی مخالفت کی تھی- میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت اس میں کون سے کیڑے انہیں دکھائی دیئے جسکی وجہ سے انہوں نے اس کی مخالفت کی - میں اس ایوان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ایک کمیٹی یہاں بنائی گئی تھی جس میں میرے بھائی پروفیسرخورشید، جوگیزئی صاحب اور طارق چوہدری صاحب اور میں شامل تھے - ہم سب مل کر ان لوگوں کے پاس گئے اور ان سے ہم نے اس بارے میں بات کی کہ اگر آپ کے پاس کوئی بہتر مسودہ ہو تو آپ ہمیں دے دیں ، ہم اس پر بھی کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں - جناب والا ! ہمیں ٹالا گیا - بلکہ مجھے یہ کہا گیا کہ خان صاحب ، آپ اس میں جلدی نہ کریں - جیسا کہ آج لوگ کہہ رہے ہیں کہ آپ شریعت بل پاس کرنے میں جلدی نہ کریں - میں عمرے کے لئے جا رہا ہوں - واپسی پر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو مسودہ دے دوں گا - جناب والا! میں ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ وہ عمرے کے لئے گئے - واپس آئے - دوسرے سال پھر عمرے کے لئے گئے اور پھر واپس آئے اور تیسرے سال پھر میرے خیال میں عمرے کے لئے گئے ہوں گے - آج تک محمد علی خان کو وہ مسودہ نہیں مل سکا لیکن اس دوران ہم نے یہ بل یہاں پاس کر لیا -

جناب والا! وہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ موجودہ شریعت بل سے سودی کاروبار کو فروغ حاصل ہوگا کیونکہ انہوں نے سودی معاملات کو تحفظ دیا ہے - میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب موجودہ حکومت سے ماقبل دور میں مالی قوانین کو مزید 10 سال کے لئے التوا میں ڈالنے کی کوششیں کی گئیں تو یہ لوگ کہاں تھے - کیا انہوں نے اس بارے میں کوئی بیان دیا - اس کی کوئی مخالفت کی - جناب والا ! میں ان علماء کی خدمت میں صرف یہ عرض کروں گا کہ گروہی و فروعی اختلافات کو ختم کر کے ملک میں قرآن و سنت کی بالادستی کے لئے ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو جائیں - جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اور ہمارے وطن عزیز کی بقاء و سلامتی اسی میں ہے کہ جو وعدہ ہم نے 1947ء میں اللہ تعالیٰ سے کیا تھا ، ہم اسے پورا کریں - ہمیں کافی مہلت مل چکی ہے اور اگر یہ مہلت ختم ہوگئی تو اس کے ساتھ ہی ہماری تباہی شروع ہو جائے گی -

جناب والا! جس طرح میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ بل بنیادی اہمیت کا حامل ہے - یعنی اس میں زندگی کے ہر شعبہ کا احاطہ کیا گیا ہے جیسے تعلیم کو اسلامی بنانا - معیشت کو اسلامی بنانا - ذرائع ابلاغ عامہ کو اسلامی اقدار کے فروغ کے لئے استعمال کرنا ، زندگی ، آزادی اور املاک کا تحفظ ، انتظامیہ اور پولیس کی اصلاح ، رشوت اور بدعنوانی کاخاتمہ، فحاشی اور عریانی کا خاتمہ ، سماجی برائیوں کا خاتمہ ، نظام عدل ، بیت المال کا قیام ، نظریۂ پاکستان کی حفاظت ، جھوٹے اتہامات کے خلاف تحفظ ، خواتین کے حقوق اور اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت وغیرہ وغیرہ ، ان تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے میں حیران ہوں کہ لوگ دین الہٰی کے نفاذ کی کیوں مخالفت کر رہے ہیں، شریعت بل کی کیسے مخالفت کر رہے ہیں- میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی راسخ العقیدہ مسلمان اس کی مخالفت نہیں کرے گا -

جناب والا! جیسا کہ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ میں خود تحریک پاکستان کا ایک ادنیٰ ترین سپاہی رہ چکا ہوں جس پر مجھے فخر ہے - میں بہت ہی گنہگار انسان ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے معاف کردے گا تو صرف اس بات پر کہ میں نے پاکستان بنانے میں اپنا ایک کردار ادا کیا ہے ، حالانکہ اس وقت برصغیر کے علمائے کرام میں سے گنتی کے چند بڑے علماء نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی - اور اب ایک ممبر نے یہاں فرمایا کہ صرف ایک قائداعظم تھا جس نے پاکستان کے اس cause کو اٹھایا ورنہ باقی جتنی بھی بڑی بڑی جماعتیں تھیں سب نے پاکستان کی مخالفت کی - اس ضمن میں جناب والا! صرف ایک بات آپ سے کہوں گا وہ یہ کہ ایک دفعہ مسٹر گاندھی کے پاس چند لوگ

آئے اور انہوں نے کہا کہ لدھیانے میں سید عطاءاللہ شاہ بخاری نے بہت زبردست تقریر کی اور اس جلسہ میں بے انتہا لوگ تھے - گاندھی نے جواب میں کہا کہ ٹھیک ہے لوگ عطاءاللہ شاہ بخاری کی تقریر سنتے ہیں لیکن ووٹ جناح کو دیتے ہیں - جناب والا! یہ اس وقت کی بات تھی جب سب نیشنلسٹ علماء ایک طرف تھے ، قائداعظم اکیلے تھے - انہوں نے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے یہ ملک بنایا اور ان علماء کو اس وقت بھی شکست فاش دی اور اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں ہم ان کو چلنے نہیں دیں گے - جناب والا! فریڈم فائٹر کی حیثیت سے میں اس بات کا یقیناً متمنی ہوں کہ وطن عزیز میں شریعت کا قانون جاری کیا جائے ، اور اس کے لئے ہم جتنی بھی کوشش کریں گے وہ کم ہوگی اور جتنی بھی مشکلات کا ہمیں سامنا کرنا پڑے گا ان کا ہم مقابلہ کریں گے اور بقول شخصے :

ع کشتی میری رہے گی تلاطم کی گود میں
ساحل بنا کر چھوڑوں گا آخر بھنور کو میں

جناب والا ! جہاں تک ان علماء کا تعلق ہے جو ہمارے بزرگ ہیں ، جو غلطی کر رہے ہیں اور اس بل کی مخالفت کر رہے ہیں - میں ان کے بارے میں ہرگز یہ نہیں کہوں گا کہ :

ع تو نے شہر وفا کو چھوڑا ہے
ہم کریں گے تیری گلی سے گریز

جناب والا! ہم ان کے حق میں یہی دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ انہیں علمائے حق بنا دے - اس سے زیادہ میں ان کی خدمت میں اور کچھ نہیں کہنا چاہتا - جناب والا! آخر میں ، میری یہ دلی دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے سارے اراکین سینٹ کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ وطن عزیز میں نظام مصطفیٰ ، یعنی احکام خداوندی کے نفاذ میں صف اول کے مجاہد بنیں - جس کی وجہ سے وہ نہ صرف دنیا بلکہ انشاءاللہ تعالیٰ آخرت میں بھی کامیاب وکامران ہوں گے اور فوزالعظیم حاصل کریں گے -

جناب چیئرمین : شکریہ ! میرے سامنے ممبروں کی ایک فہرست موجود ہے ، ان کے علاوہ جو بولنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام دے دیں - میرے پاس جو نام ہیں وہ میں پڑھ دیتا ہوں - سید برکات احمد شاہ صاحب ، جناب خلیل الرحمٰن صاحب ، ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب ،

بریگیڈیئر محمدحیات صاحب . عبداللہ شاہ صاحب ، اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب ، عباس شاہ صاحب ، سید مظہر علی صاحب ، گگی صاحب اور فتح محمد خان صاحب - دیگر حضرات مہربانی کرکے اپنے نام دے دیں اور اس کے بعد اگر آپ اتفاق کریں تو یہ فہرست close کردی جائے تاکہ ہمیں وقت کا تعین کرنے میں آسانی ہو -

Just to understand I am making it very open

کہ جو بھی بولنا چاہے وہ بول سکے -

Mr. Hasan A. Shaikh: Then, we will come after these people.

Mr. Chairman: No, I will determine the order myself in consultation with the House.

جوحضرات بولنا چاہتے ہیں وہ مہربانی کرکے اپنے نام دے دیں - اور اس کے بعد مجھے اجازت دیں کہ میں فہرست close کردوں -

پروفیسر خورشید احمد : جو اس وقت غیر حاضر ہیں -

جناب چیئرمین : جو غیر حاضر ہیں ، وہ غیر حاضر ہیں - وہ آج پہلے دن نہیں آسکے تو then they have to suffer for that اس میں ، میں کیا کروں - کیوں جی اجازت ہے مجھے ؟

فاضل ارکان: بالکل اجازت ہے -

جناب چیئرمین : اچھا جی - عبداللہ شاہ صاحب نہیں ہیں ، ان کے بعد اقبال حیدر صاحب - وہ بھی نہیں ہیں پھر برکات احمد شاہ صاحب ! دوسری بات یہ ہے کہ اس میں فی الحال تو میں کوئی وقت مقرر نہیں کر رہا - آج کارروائی دیکھتے ہیں پھر کل صورت حال کے مطابق اس مسئلے پر غور کر لیں گے -

جناب اعجاز علی خان جتوئی : یہ تو پھر ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہوگی -

جناب چیئرمین : نہیں جی وہ آپ کی رائے سے چلیں گے - قواعد کے مطابق بحث اگر طویل ہو جائے تو پابندی لگانی پڑتی ہے -

جناب اعجاز علی خان جتوئی : آج تو آپ نے وقت کی کوئی حد مقرر نہیں کی تو ہمارے لئے بھی نہ رکھیں -

جناب چیئرمین : میں رولز کے مطابق چل رہا ہوں -

جناب اعجاز علی خان جتوئی : ہم پہلے بولنا چاہتے ہیں ، آپ ہمیں بلوا لیں -

جناب چیئرمین : پہلے کیسے بلوا لیں -

جناب اعجاز علی خان جتوئی : یہ تو زیادتی ہے کیونکہ کل آپ وقت کی حد لگا دیں گے -

جناب چیئرمین : نہیں میں آپ کے سامنے رول پڑھ دیتا ہوں ، آج میں وقت کی حد نہیں لگا رہا -

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وقت کی پابندی میرے اوپر نہیں لگنی چاہیئے -

جناب چیئرمین : اچھا جی ، جناب برکات احمد شاہ صاحب -

سید برکات احمد شاہ : جناب والا! میرا تعلق جمعیت العلمائے پاکستان سے ہے جو کہ پچھلے 15 سال سے سیاسی زندگی میں آئی ہے اور ان کی جدوجہد کا ماحصل نظام مصطفےٰؐ کا قیام اور مقام مصطفےٰؐ کا تحفظ ہے - آج جبکہ یہ بل پیش کیا جا رہا ہے تو ہم اس بات پر خوش بھی ہیں اور مطمئن بھی ہیں کہ ہمیں اپنی پرانی جدوجہد کا ثمر مل رہا ہے اور جہاں تک اس بل کا تعلق ہے ہم صدق دل سے اس کی حمایت بھی کرتے ہیں اور اپنے تعاون کا یقین بھی دلاتے ہیں - جناب والا! میں نے اس ایوان میں شروع ہی میں تقریر کرنے کی درخواست اس لئے کی تھی جو خدشات ان حضرات کے دلوں میں ہوں جو اپنے آپ کو

سیکولر سمجھتے ہیں ---

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب والا! کافی اہم بل پر بحث ہو رہی ہے اور حکومتی بنچوں کی طرف دیکھ کر بڑا افسوس ہوتا ہے - وزیر صاحب بھی نہیں ہیں -

جناب چیئرمین : جی وزیر صاحب کو بلائیں -

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب چیئرمین ! سچی بات یہ ہے کورم بھی نہیں اگرچہ ہم پوائنٹ آوٹ نہیں کر رہے ، ویسے میں آپ کو بتا رہا ہوں -

جناب چیئرمین : نہیں کورم ٹھیک ہے لیکن وزیر صاحب کو یہاں ضرور ہونا چاہیئے -

جناب اعجاز علی خان جتوئی : اگر یہ interest نہیں لیتے تو پھر ہم لابیز میں تقریر کر لیتے ہیں ، ہاوس میں تقریر کرنے کی کیا ضرورت ہے -

جناب چیئرمین : وزیر صاحب کو بلائیں ، اس سے مجھے یاد آ گیا کہ ویت نام کی جب جنگ جاری تھی تو وہاں پر انہوں نے کہا کہ اب حالات خراب ہوگئے ہیں تو آہستہ آہستہ لوگ نکلنا شروع ہوگئے ، آخری شخص ایک امریکن رہ گیا - وہاں پوری فوج کھڑی تھی ، کئی ڈویژن کھڑے تھے - انہوں نے امریکن کو کہا کہ جی آپ نہیں جا سکتے - اس نے کہا کہ جی ساری دنیا چلی گئی ہے ، سارے لوگ چلے گئے ہیں ، میں اکیلا رہ گیا ہوں ، بوڑھا آدمی ہوں ، جانے دو - انہوں نے کہا کہ جب آپ چلے جائیں گے تو

We will have no Amercian life to protect.

اس لئے آپ کا یہاں رہنا ضروری ہے -

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ سنجیدگی کی کوئی حد ہوتی ہے - وہ کہتے ہیں کہ اتنا اہم بل ہے اور ایوان میں سرکاری بنچوں پر ایک وزیر بھی نہیں بیٹھا ہے -

Mr. Chairman: You are right. I think the Ministers should

be here.

جناب منظور احمد گچگی : میرے خیال میں یہ تو شریعت بل کے ساتھ مذاق ہے -

جناب چیئرمین : نہیں ابھی بلاتے ہیں وزیر صاحب کو -
It is primarily his duty to be present here.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, it is the joint responsibility of the Cabinet that all the Ministers should remain present. If one Minister is present it is not the joint responsibility.

جناب چیئرمین : وزیر صاحب ، مجھے یہ تو پتہ تھا کہ آپ یہیں پر ہوں گے لیکن آپ کا کوئی ساتھی یہاں موجود ہونا چاہیئے اگر آپ کو کسی ناگزیر وجہ سے ایوان سے باہر جانا پڑے تو کم از کم آپ کا کوئی ساتھی آپ کا بوجھ سنبھال سکے -

چوہدری امیر حسین : میں یہاں ساتھ ہی تھا اور حاضر خدمت ہو گیا ہوں -

جناب حسن اے شیخ : سب وزیروں کو یہاں موجود ہونا چاہیئے -

جناب چیئرمین : شکریہ ! جی سید برکات احمد شاہ صاحب -

سید برکات احمد شاہ : جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں نے بحث کے شروع میں حصہ لینے کی اس لئے درخواست کی تھی کہ ایسے خدشات کو دور کر سکوں یا وضاحت کرسکوں جو ہمارے ایک خاص طبقے کے دلوں میں پائے جاتے ہیں جو اپنے آپ کو سیکولر کہتے ہیں -

پہلے میں ان باتوں کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جو مجھ سے پہلے مقرر گچگی صاحب نے بیان کی ہیں جنہیں میں حقائق کے مطابق درست نہیں سمجھتا - ایک تو انہوں نے فرمایا کہ پاکستان کے بننے میں مشائخ اور جو بریلوی حضرات ہیں انہوں نے کوئی حصہ نہیں لیا -

دیگر حضرات اپنا دفاع خود کریں گے مگر میں اس معاملے میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ 1946ء میں بنارس میں ایک سنی کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں دس ہزار سے زیادہ علماء اور مشائخ نے شرکت تھی ، اس میں ہماری جماعت جسے بریلوی جماعت کہتے ہیں اس کا کوئی ایسا اہم فرد نہیں ہوگا جس نے اس میں شرکت نہ کی ہو ۔اس اجتماع میں پاکستان کی بھرپور حمایت کی گئی اور یہاں تک کہا گیا کہ اگر قائداعظم اپنے اس مطالبے سے دستبردار بھی ہو جائیں تو بھی ہم پاکستان بنانے کے مطالبے سے دستبردار نہیں ہوں گے ۔ میں یہ صرف اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ گجی صاحب نے جو کچھ خاص کر مشائخ اور بریلوی حضرات کے متعلق کہا یہ حقائق پر مبنی نہیں ہے اور اگر ان کو مشائخ میں سے یا بریلوی علماء میں سے کسی کے متعلق علم ہو اور وہ ہمیں بتا سکیں کہ وہ کون سے مشائخ ہیں جن کے متعلق یہ ذکر کر رہے ہیں تو میں ان کا مشکور ہوں گا کیونکہ میرا بھی ان لوگوں سے تعلق ہے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم میں سے کسی نے بھی کسی موقع پر بھی پاکستان کے بننے کی مخالفت نہیں کی ۔

جناب والا! اب میں ان چند خدشات کے متعلق جو چند لوگوں کے دلوں میں ہوں گے تھوڑا بہت عرض کرنا چاہوں گا ۔ ایک تو یہ اعتراض کیا جا رہا ہے کہ یہ بل ہمیں 14 سو سال پیچھے لے جائے گا ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر 14 سو سال یہ ہمیں پیچھے لے جاتا ہے تو کیا ہمارا زمانہ جو ہے وہ 14**سو سال** پہلے کے زمانے سے بہتر ہے یا خراب ۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ میرا زمانہ جو ہے وہی سب سے بہتر زمانہ ہے ۔ جو خلفائے راشدین کا زمانہ تھا اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اگر ایک عورت زیور سے لدی ہوئی مدینہ منورہ سے عراق تک سفر کرنا چاہتی تھی تو اس کو کوئی خطرہ درپیش نہیں ہوتا تھا ، اس کو کوئی ٹوکنے والا نہیں ہوتا تھا اور کوئی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا ۔ اس کے مقابلے میں آپ آج کے حالات کا مقابلہ کریں ۔ سندھ میں کیا کچھ ہو رہا ہے اب یہ حالت ہے کہ کوئی کار میں بیٹھے ہوئے بھی کلاشنکوف ساتھ رکھ کر بھی یہ جرات نہیں کرسکتا کہ وہ main roads پر تین چار میل بھی سفر کر سکے ۔ یہ کلاشنکوف کلچر ، یہ ڈاکے ، یہ منشیات ، یہ رشوت اور جھوٹ اور ہر طرح کی جو سماجی برائیاں ہیں وہ اس وقت موجود نہیں تھیں ۔ اب یہ خدشہ ظاہر کرنا کہ اگر آپ نے پرانے زمانے کے جو حالات ہیں وہ اختیار کر لئے تو یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا ۔ میں سمجھتا ہوں ان حالات میں جو ہماری موجودہ سوسائٹی ہے وہ ان سب گناہوں کو تو اچھا سمجھتی ہے مگر جو حالات 14 سو سال پہلے موجود تھے ان کو برا سمجھتی ہے ، اندریں حالات ہم صرف اس عقل پر ماتم ہی کر سکتے ہیں ۔

دوسرا اعتراض جو عام طور پر کیا جاتا ہے وہ یہ کہ اس بل کو پاس کرنے میں بہت عجلت سے کام لیا جا رہا ہے ۔ ماضی کو اگر آپ دیکھیں تو شریعت کے نفاذ کے لئے ہی پاکستان وجود میں آیا تھا۔ قرارداد مقاصد میں بھی واضح طور پر شریعت کی بالادستی کا اعلان موجود تھا ۔ اس کے بعد 1973ء کا آئین آیا اس میں بھی اس کا ذکر تھا اور اس ایوان میں بھی پچھلے پانچ سال سے یہ بل زیر بحث رہا ہے اور سب نے اس کو متفقہ طور پر پاس کیا ہے اس لئے یہ کہنا کہ اس بل کو پیش کرنے میں بہت جلدی کی جا رہی ہے یہ بھی حقیقت پر مبنی بات نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس بل کے پیش کرنے میں چالیس سال سے زیادہ تاخیر ہوچکی ہے ، اس کو پاکستان کے بننے کے فوراً بعد ہی پیش کر دینا چاہیئے تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کون سی شریعت یہاں نافذ کریں گے ، آپ کے مختلف مکاتب فکر ہیں ان میں سے کس مکتبہ فکر کی شریعت آپ یہاں پر نافذ کریں گے ۔ جناب والا! اس کے متعلق میں یہی کہنا چاہوں گا کہ یہ امر واقعہ ہے کہ جب بھی اسلام پر کوئی مشکل وقت آیا تو سب مکاتب فکر کے علمائے کرام اکٹھے ہوگئے ۔ آپ تخلیق پاکستان کو لیں یا ختم رسالت کا معاملہ لیں یا اس وقت کی نظام مصطفیٰؐ کی تحریک کو لیں سب اس پر متفق ہو گئے اور اس وقت بھی شریعت بل پر آٹھ جماعتی اسلامی اتحاد کا فورم جو ہے وہ پچھلے تین چار مہینے سے باقاعدہ غور و فکر کر رہا ہے اور ان آٹھ جماعتوں میں سے صرف ایک ہی جماعت ایسی ہے جس نے اس پر اتفاق نہیں کیا اور وہ اعتراض بھی شریعت بل کی شقات کے اوپر نہیں بلکہ اس اعتراض کی نوعیت دوسری ہے بہرحال میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا ہم پر یا علمائے کرام پر یہ الزام لگانا کہ وہ کبھی اکٹھے نہیں ہوئے۔ یہ بھی امر واقعہ نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب بھی اسلام کو ہماری ضرورت پڑی ہم اپنے سارے اختلافات بھلا کر ایک پلیٹ فارم پر ہمیشہ اکٹھے ہوتے رہے ہیں ۔ ایک اور اعتراض جو کیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن و سنت سپریم لاء نہیں بلکہ source of law ہونا چاہیئے ۔ راجہ محمد ظفر الحق صاحب نے پارٹی میٹنگ میں اس کی نہایت مدلل طریقہ سے وضاحت کی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ جس وقت بھی وہ اپنی تقریر کریں گے اس کی مزید وضاحت بھی کر دیں گے ۔ بہرحال یہ کہنا کہ مستقبل میں یا سو سال کے بعد اس قانون میں کئی تبدیلیاں کرنی پڑ جائیں گی تو ہم کیا کریں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ نہایت ہی لاعلمی کی بات ہے ۔ قرآن مجید ایک آخری قانون ہے اور اس میں کسی تبدیلی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔ البتہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ سپریم لاء بھی ہے اور source of law بھی کیونکہ وہ قوانین جن کا ذکر اسلام میں نہیں ہوا ان کے متعلق تفصیل آپ قرآن مجید سے

لے سکتے ہیں لیکن جہاں تک وہ قوانین جن کا ذکر قرآن میں آ چکا ہے ان میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی -

ہم پر جناب والا! fundamental-ist ہونے کا الزام بھی لگایا جاتا ہے یا ہمیں fundamentalist کہا جاتا ہے - میں آج تقریر کرنے کے لئے تیاری کر کے نہیں آیا تھا - میرے پاس fundamental-ist کی ایک تعریف ہے ، چیمبرز ڈکشنری میں بھی ایک تعریف دی گئی ہے اگرچہ وہ تھوڑی مختلف ہے - آکسفورڈ ڈکشنری میں بھی ایک تعریف موجود ہے اور اس کا تعلق بھی اسلام سے ہے - بہرحال میں اس definition کو آپ کے سامنے پڑھوں گا -

"belief in the literal truth of the Bible against evolution".

اب آپ ان معنوں میں غور کرنے کی کوشش کریں ، یہ معلوم ہو گا کہ فنڈامنٹلسٹ وہ شخص ہو گا جو بائیبل یا قرآن کے literal معنی پر یقین رکھتا ہے مثلاً تخلیق آدم کے متعلق ہمارا وہی یقین ہے ، جو قرآن مجید میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے یعنی یہ کہ ہم سب حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں ، وہ مٹی اور پانی سے بنے اور اس سارے واقعہ کو اگر ہم مانتے ہیں تو ہم fundamentalist ٹھہرتے ہیں لیکن اگر ہم اس کے مقابلے میں evolution theory کو مانتے ہیں - ڈارون کی تھیوری کو مانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بندر کی اولاد ہیں تو پھر ہم fundamentalist نہیں ہیں - جناب والا! یہ تعریف میں اپنے پاس سے نہیں بنا رہا ہوں ، مجھے صفحہ تو معلوم نہیں بہرحال آپ اس ڈکشنری یا اس ڈکشنری میں دیکھ سکتے ہیں - یہ لفظ جو ہے میرے لئے کم از کم یہ برا نہیں ہے - مجھے تو اس پر خوشی بھی ہے اور فخر بھی ہے جو بات تخلیق آدمؑ کے متعلق قرآن مجید میں بتائی گئی ہے اس پر میرا مکمل یقین ہے - جن لوگوں کا اس پر یقین نہیں ہے ان کے متعلق مجھے ایک شعر یاد آ رہا ہے -

ع کہا منصور نے خدا ہوں میں
ڈارون بولا بوزنہ ہوں میں
ہنس کر کہنے لگا میرا ایک دوست
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

اگر ان کی یہی فکر ہے اور اپنے آپ کو بندر کی اولاد سمجھتے ہیں تو کم از کم ہم تو اسے تسلیم کرنے سے انکاری ہیں - صرف ہم انکار نہیں کرتے ہیں بلکہ موجودہ زمانے کے بیشمار سائنسدان بھی ڈارون کی تھیوری کو غلط سمجھتے ہیں ، اس کی کوئی سائنسی بنیاد نہیں ہے بہرحال fundamentalist کوئی برا لفظ نہیں ہے - آپ اگر یہ کہیں کہ فلاں آدمی fanatic ہے یا قدامت پسند ہے تو کسی حد تک آپ کہہ سکتے ہیں یہ برا ہے لیکن اس لفظ کو اس حد تک برا سمجھنا میرے خیال میںانگریزی کے اس لفظ کے صحیح معنی نہ جاننے کے مترادف ہے -

جناب اعجاز علی خان جتوئی : پوائنٹ آف آرڈر ، جناب چیئرمین! قومی اسمبلی کے فلور پر محترم وزیر اعظم صاحب نے کہا کہ میں fundamentalist نہیں ہوں تو وہ بھی بندر----

Ch. Amir Hussain: Point of information. Sir, which rule has been violated?

Mr. Chairman: This is not a point of order.

ایک سپیکر جب بات کر رہا ہو تو پوائنٹ آف آرڈر پر مداخلت کرنا مناسب نہیں ہے - پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کے خیال میں قواعد کے مطابق کارروائی نہیں ہو رہی ان کی تقریر کو آپ واضح کرنا چاہتے ہیں It is irrelevant جب آپ کی باری آئے گی تو آپ جو مرضی کہیں - جی جناب پیر صاحب جاری رکھیں -

سید برکات احمد شاہ : جناب والا! کسی کی تضحیک مقصود نہیں تھی ، میں نے جو لغت میں لکھا ہوا دیکھا وہ بیان کیا ہے اور صرف یہی عرض کیا ہے غالباً fundamentalist کا جو صحیح معنی ہے اس کے متعلق علم نہیں ہے - بندر کی اولاد کا میں نے اس طریقے سے ذکر نہیں کیا کہ خدانخواستہ میں انہیں یہ سمجھتا ہوں بلکہ میں نے یہ کہا ہے کہ اصل میں یہاں جو لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کا یہ معنی تھا -

جناب والا! آخر میں،میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ موجودہ بل کو ہم شریعت کے مقاصد کی تکمیل کا حامل نہیں سمجھتے - ہم یہ نہیں سمجھتے کہ اس میں وہ سب چیزیں سمو دی گئی ہیں جو ہم چاہتے تھے لیکن اسے تسلیم کرتے ہیں اور یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ہمارے مقاصد کی طرف ایک مثبت پیش رفت ہے - ہمیں اس بات کا بھی احساس ہے کہ موجودہ حکومت اور وزیراعظم شریعت کو نافذ کرنے میں مخلص ہیں اور انشاء اللہ ان کی یہ

کوشش کامیابی سے ہمکنار ہو گی -

سب سے اچھی بات جو اس کو پچھلے شریعت بل سے ممتاز کرتی ہے وہ غالباً یہ ہے کہ اس کو قابل عمل بنانے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے - پہلا شریعت بل اسلامی لحاظ سے ممکن ہے اس سے بہت بہتر ہو لیکن اس میں ان باتوں کی وضاحت نہیں کی گئی تھی کہ اس کو ہم کیسے قابل عمل بنا سکیں گے - اس میں بہت سی چیزیں آ گئی ہیں مثلاً

Islamization of education and economy, promotion of Islamic values, elimination of bribery and corruption, eradication of obscenity, vulgarity, etc. and social evils.

اس میں نظام عدل ، بیت المال کا قیام ، عورتوں کے حقوق کا تحفظ اور اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے - اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل پہلے بل پر ایک improvement ہے البتہ ایک مسئلہ جس کے اوپر ابھی بہت غور و فکر کی ضرورت پڑے گی وہ سود کا مسئلہ ہے - جس طرح آپ کو علم ہے کہ اسلام میں واضح طور پر سود کے حرام ہونے کے احکام موجود ہیں اگرچہ اس پر کافی کام ہو چکا ہے - اس ضمن میں بلا سود معیشت پرکتابیں بھی لکھی گئی ہیں اور دوسرے ممالک کے اندر بھی اس پر کتابیں لکھی گئی ہیں اور نظریاتی کونسل نے بھی اس موضوع پر کافی کام کیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کو قابل عمل بنانے کے لئے ہمیں ابھی کافی کوشش کرنا ہو گی - ہمارے علمائے کرام اور جیورسٹس اکٹھے بیٹھ جائیں اور کوئی نہ کوئی اس قسم کا طریقہ نکال لیں جس سے اس ملک میں بلاسود معیشت نافذ ہو سکے جو اسلام کے مطابق بھی ہو گی اور ہمیں تسلی ہو جائے گی کہ ہم صحیح اسلامی نظام کے ماتحت زندگی بسر کر رہے ہیں - علامہ اقبال کے متعلق کہا گیا کہ شروع شروع میں ان کا نظریہ یہ نہیں تھا - میں ان کے صرف دو شعر پڑھنا چاہوں گا جو انہوں نے بہت شروع میں لکھے تھے تا کہ غلط فہمی دور ہو جائے - آپ نے فرمایا تھا

ع
آسمان ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغام سجود
پھر زمین ذوق حرم سے آشنا ہو جائے گی

ان کا یہی مقصد تھا کہ یہ ملک اسلام کے لئے ہو اور اس میں صحیح اسلامی نظام ہو بہت شکریہ!

جناب چیئرمین : بہت شکریہ! رحیم خان صاحب -

جناب عبدالرحیم خان : میں تو کل تقریر کروں گا -

جناب چیئرمین : ہم آپ کو آج موقع دیتے ہیں - کل پھر کل کا قانون ہو گا ، آج کا قانون ذرا relaxed ہے - آپ کل پھر کل کے قانون کے مطابق چلیں گے - جتوئی صاحب -

جناب عبدالرحیم خان : ٹھیک ہے جناب ، میں آج تقریر کروں گا مجھے اجازت دیں -

جناب چیئرمین : شروع کریں جی -

جناب عبدالرحیم خان : جناب چیئرمین ، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے شریعت بل جیسے اہم موضوع پر مجھے بولنے کا موقع دیا تا کہ میں اس بارے میں اپنا اور اپنی پارٹی کا موقف پیش کر سکوں -

جناب والا! شریعت بل میں جو مختلف کمزوریاں ہیں ان کی میں نشاندہی کروں گا - یہاں کچھ دوستوں نے ہمارے ملک کے بانی کے حوالے سے کچھ باتیں کی ہیں - ملک کے بانی نے یہاں جو نظام مملکت ، نظام سیاست اور نظام معیشت رائج کرنے کا اپنے ذہن میں خاکہ بنایا تھا ، وہ انہوں نے اپنی تحریروں میں ، تقریروں میں پیش کیا ہے - ان تحریروں اور تقریروں میں کوئی بھی ایسی بات نہیں ہے کہ جس سے یہ اخذ کیا جا سکے کہ یہاں ایک theocratic state قائم کی جائے گی - اس حوالے سے یہاں کچھ دوستوں نے بڑی تفصیل سے یہ بات کی ہے ، ان کے ساتھ میں مکمل اتفاق کرتا ہوں 11 اگست 1947ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے آئین ساز اسمبلی میں ایک تقریر کی جس میں یہ تمام باتیں آگئی ہیں ، انہوں نے یہ کہا تھا کہ آئندہ کے لئے نہ آپ ہندو ہوں گے اور نہ آپ مسلمان ہوں گے (مذہبی معنوں میں) بلکہ آپ (سیاسی معنوں میں) ایک ہوں گے - کچھ دوستوں نے اپنی تقریروں میں مختلف انداز سے اظہار خیال کیا ہے ، اور حوالے بھی دیئے ہیں کہ فلاں موقع پر جناب قائداعظم محمد علی جناح نے یہ الفاظ استعمال کئے تھے اور فلاں موقع پر یہ الفاظ استعمال کئے تھے ، حقیقت یہ ہے کہ آئین ساز اسمبلی میں اپنی تقریر کے آخر میں

انہوں نے واضح طور پر ایک بات بیان کر دی کہ مذہبی عقیدے اور حوالے سے فرق ہو سکتا ہے لیکن سیاسی معنوں میں ، معاشی معنوں میں بنیادی حقوق کے حوالے سے ان میں کوئی فرق نہیں ہوگا - یہ ایک حتمی بات ہے ، جب کسی بات کو اجتماعی طور پر لیا جاتا ہے اور اس کا نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے تو اسے اپنایا جاتا ہے - لہٰذا جن دوستوں نے اس حوالے سے بات کی ہے ، میں ان سے اتفاق کرتا ہوں -

یہاں ہمارے بعض مسلم لیگی دوست فرماتے ہیں کہ جب قائداعظم محمد علی جناح بے وقت فوت ہوئے اور ان کے بعد لیاقت علی خان کو بھی شہید کر دیا گیا اور اس کے بعد یہاں بیوروکریسی کو حکومت مل گئی - اس حوالے سے میں عرض کرتا ہوں کہ اس ملک میں جو سیاسی ، معاشی ، اور آئینی نظام عوام کو دینا تھا اس کی تشکیل کے بارے میں یہاں کے مقتدر طبقات نے ایک ایسا طریقہ اپنایا کہ آئین ساز اسمبلی کو آئین بنانے کا یا بنیادی اسٹیٹ سسٹم بنانے کا کبھی موقع ہی نہیں دیا - اس سارے عمل میں مسلم لیگ شامل تھی - نو سال تک (1947ء سے 1956ء تک) کوئی آئین نہیں دیا گیا - اس دوران دو تین فارمولے لائے گئے - ایک فارمولا خواجہ ناظم الدین کے نام سے آیا- دوسرا فارمولا محمد علی صاحب کے نام سے آیا - اسی طرح سے مختلف فارمولے یہاں آئے لیکن کسی فارمولے پر عمل نہیں کیا گیا اور نہ ہی آئین بنایا گیا - اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ مسلم لیگ برسراقتدار نہیں تھی بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ اس ملک کے عوام کو اقتدار میں شرکت کا موقع نہیں دینا چاہتے تھے - 1954ء میں ایک ایسا موقع آیا کہ ملک میں ون یونٹ قائم کیا گیا اور مشرقی پاکستان کی اکثریت کو ختم کرنے کے لئے علاقائی مساوات کا اصول بنایا گیا - میں اسے یوں کہوں گا کہ بے اصولی قائم کی گئی - دراصل اس کا مقصد یہ تھا کہ اس ملک میں عوام کو ، اور وفاقی یونٹوں یعنی صوبوں کو اقتدار سے محروم کیا جائے - گویا مفاد پرست عناصر نے اس اصول کو جو اس ملک کی بنیاد تھی ، ختم کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا - ایک کے بعد دوسری حکومت ختم ہوتی گئی ، اس عمل میں صرف بیوروکریٹس اکیلے ہی شامل نہیں تھے بلکہ مسلم لیگ والے بھی شامل تھے کیونکہ وہ یہاں ایک جمہوری نظام نہیں دینا چاہتے تھے - جب یہاں ون یونٹ قائم کیا تو پشتونوں ، بلوچوں اور سندھیوں کے صوبوں کو ختم کیا گیا اور بنگال کی اکثریت کو ختم کیا گیا - بڑی مشکل سے 1956ء میں جا کر آئین بنا - یہ بات نہیں تھی کہ آئین پہلے بنا نہیں سکتے تھے بلکہ یہ مفاد پرست عناصر اس ملک کو ایک ایسا آئین دینا نہیں چاہتے تھے ، ایسا آئین نہیں بنانا چاہتے تھے جس کے تحت مستقبل میں عوام کو وہ اختیار مل سکے جو اس ملک کے آئندہ سیاسی اور معاشی نظام کے لئے ضروری ہو - 1956ء میں ایک آئین بنا جس میں انتخابات کا ، پارلیمنٹ کا بنیادی حقوق دینے کا ، ایک جمہوری

اصول اپنایا گیا - حالانکہ یہ بھی ان حضرات کو قابل قبول نہیں تھا - مگر وہ بنیادی حقوق دینے اور انتخابات کرانے پر مجبور تھے - میں یہ کہوں گا کہ ایک مفہوم میں عوام کی sovereignty اور accountability کی ایک اچھی صورت سامنے آئی مگر انہیں یہ چیز بھی گوارا نہ تھی - اسی لئے 1958ء میں مارشل لاء لگا دیا گیا - مارشل لاء کیوں لایا گیا یہ سیاست دانوں کی غلطیوں کی وجہ سے نہیں لگایا گیا تھا بلکہ اس لئے کہ جو سیاست دان جمہوریت کے لئے لڑ رہے تھے بنیادی حقوق کے لئے لڑ رہے تھے ان کا راستہ روکا جا سکے - یہ عوام کی آزادی غصب کرنے کے لئے لگایا گیا تھا - انہوں نے جب یہ دیکھا کہ انتخابات ہوں گے اور کسی نہ کسی شکل میں ایک پارلیمنٹ بنے گی یا مقننہ بنے گی اور اس کے سامنے حکومت جواب دہ ہوگی ، اس کے سامنے بیوروکریٹس جواب دہ ہوں گے ، عوام کے نمائندے جواب دہ ہوں گے اور عوامی نمائندوں کے سامنے بیوروکریٹس جواب دہ ہوں گے - اگر یہ پوزیشن 1956ء میں بن جاتی تو آج یہ جو کہا جاتا ہے کہ پولیس خراب ہے ، وہ رشوت لے رہی ہے ، بیوروکریٹس خراب ہیں ، رشوت لے رہے ہیں ، یہ نہ ہوتا - یہ تمام صرف اور صرف اس لئے ہوا کہ عوام کے نمائندوں کے سامنے حکومت کا مواخذہ نہیں ہوا بیوروکریٹس کا مواخذہ نہیں ہوا - اس اصول کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے مارشل لاء لگا دیا - یہاں ہمارے ساتھی فرما رہے ہیں کہ اس وقت مسلم لیگ نہیں تھی - میں پوچھتا ہوں کہ ایوب خان کی کنونشن مسلم لیگ کس کی تھی -

ایک معزز رکن : یہ کس نے بنائی تھی -

جناب عبدالرحیم خان : یہ جس نے بھی بنائی ، یہ مسلم لیگ تھی اگر مسلم لیگیوں کی لسٹ بنائی جائے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ وہ تمام لیڈر جو اپنے آپ کو مسلم لیگی کہتے تھے وہ تمام کنونشن مسلم لیگ میں شامل تھے -

جناب چیئرمین : خیر ، سارے نہیں تھے - اس میں حسن اے شیخ صاحب نہیں تھے -

جناب عبدالرحیم خان : اصل میں جناب والا! بات یہ تھی کہ اس ملک کے عوام کو وہ آزادی نہیں دینا چاہتے تھے جس کے تحت وہ پارلیمنٹ میں اپنی آواز بلند کر سکتے اور آئین سازی کرسکتے تھے ، یہ بنیادی چیزیں وہ دینا چاہتے تھے - 1962ء کا آئین بنایا گیا - اس میں کیا تھا - عوام کی آزادی کو سلب کرنے کے لئے انہوں نے کیا کیا۔بنیادی جمہوریت

کا نظام متعارف کرایا گیا - بالواسطہ انتخاب کا طریقہ اپنایا گیا اور براہ راست انتخاب کا طریقہ اور دیگر پارلیمانی نظام کے اصول ختم کر دیئے گئے - 1956ء کے آئین کے معنی تھے ون یونٹ۔ 1956ء کے آئین کے معنی تھے مساوات اور 1962ء کے آئین کے معنی تھے کہ عوام کے پاس جو معمولی اقتدار بچا تھا - اسے بھی ختم کیا جائے یہ سارا کام بالواسطہ انتخابات کے ذریعہ کیا گیا اور اس سارے عمل میں مسلم لیگ شامل تھی - چونکہ عوام کے اپنے نمائندے نہیں تھے ، انہیں کوئی آزادی حاصل نہ تھی اسی لئے یہ بحران پیدا ہوا ، اور عوام کے مسائل حل نہیں ہو سکے ، یہاں جمہوری نظام قائم نہیں ہو سکا، معیشت میں مساوات نہیں آسکی ، ملک میں ترقی نہیں ہوسکی - ہم کہتے ہیں کہ ہم مقروض ہیں اور ہر روز ہم کنسورشیم میں امداد کے لئے کھڑے ہوتے ہیں - جیسے یہاں پروفیسر صاحب نے کہا کہ آج ہم bottomless well میں گر رہے ہیں کیونکہ ہمارے ملک کی کوئی severeignty نہیں ہے اور ہم نے خارجی اور داخلی طور پر معاشی ، صنعتی اور زرعی پالیسیاں ایسی بنائیں جو پاکستان اور عوام کے مفاد میں نہیں تھیں ، اسلام اور اسلامی عدل کے مخالف تھیں -

چنانچہ 1962ء کے آئین کے کے نتیجے میں بحران پیدا ہوا ، اس کا حل یہ تھا کہ اکٹھے مل کر بیٹھتے اور دنیا کے دیگر لوگوں کی طرح اس کو حل کرتے ، ایک خود مختار یعنی (sovereign authority) عمل میں لاتے اور انتخابات کے ذریعے اس نظام میں مسلسل تبدیلیاں لاتے اور اس طرح ہم اپنے تمام مسائل حل کرتے - ہونا تو یہ چاہیئے تھا مگر پھر انہی حکمرانوں نے مارشل لاء لگایا اور بہانہ بنایا کہ سیاسی لوگ بڑے نااہل ہیں لہٰذا ہم ان کی اصلاح کریں گے - اصل بیماری کی وجہ یہ لوگ ہیں،ان میں مسلم لیگ شامل تھی ---

Mr. Chairman: Mr. Hasan A. Shaikh on a point of order.

Mr. Hasan A. Shaikh: Would the honourable member say as to who is leading the NWFP today? Is it not the Muslim League of Pakistan or is it not the party following him?

جناب چیئرمین : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا آپ اپنی تقریر جاری رکھیں -

جناب عبدالرحیم خان : جناب والا! آج جو شریعت بل ہمارے سامنے ہے اس

حوالے سے میں بات کر رہا ہوں - جناب والا! جب مارشل لاء آیا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب یہ لوگ اپنے مسئلے حل کریں گے اور اسکے لئے ایک لیگل فریم ورک بنایا گیا ، اس میں پارلیمانی نظام کا طریقہ اور دیگر اصول تسلیم کئے گئے ، انتخابات کے بعد اس اسمبلی نے ایک آئین بنا کر دینا تھا - یہاں ایک ساتھی فرما رہے تھے کہ ہم گنہگار تھے اس لئے ملک دولخت ہوا - نہیں جناب ہمارا اس میں حصہ تھا - انتخابات کے بعد اس اسمبلی نے ہمیں آئین بنا کر دینا تھا اور آئین پر میں خاص کر اس لئے زور دے رہا ہوں کہ آئین عوام کے مسائل کے حل کرنے کے لئے ہمیں ایک sovereign body دے رہا تھا جو مسائل کے حل کے لئے ہمیں ڈائریکٹ کر سکے - لیکن ہوا یہ کہ اس آئین سازی اسمبلی پر حملہ کیا گیا اور اس حملے میں بھی اسلام کی سب سے بڑی دعویدار پارٹیاں شامل تھیں یعنی پاکستان کی آئین ساز اسمبلی پر پاکستان کے لوگوں نے حملہ کیا - اس طرح یہ ملک دو لخت ہوا - اس سے ہمیں کچھ سبق سیکھنا چاہیئے تھا اور میں اس حدیث شریف کا حوالہ دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن ایک سوراخ سے کسی بچھو سے دو بار نہیں ڈسا جا سکتا- جب 1973ء کا آئین بنا ہم اس کے حق میں نہیں تھے جناب والا! لیکن ہم اس آئین کو مانتے ہیں - کیونکہ اس میں وفاقی یونٹ کے اصول کو تسلیم کیا گیا ہے جو فیڈرل پارلیمانی سسٹم کا اصول ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں پارلیمانی نمائندگی کا اصول تسلیم گیا گیا ہے یعنی ایک پارلیمنٹ ہوگی اور حکومت اسکے سامنے جواب دہ ہوگی - accountability ہوگی اور یہ انتخابات براہ راست ہوں گے یہ اصول 1973ء کے آئین میں آئے - ہم اس پر بڑے خوش تھے لیکن جناب والا! جب ون یونٹ توڑا گیا تو ہمارا یہ موقف تھا اور پورے ملک کی یہ سوچ تھی کہ صوبے قومیتوں کی بنا پر بنائے جائیں - یہاں ہمارے دوست احباب اکثر کہہ دیتے ہیں کہ یہ صوبائی یونٹس انتظامی یونٹس ہیں - جناب والا! یہ ایسے انتظامی یونٹس ہیں جو قومیتوں کی بنیاد پر بنے ہیں - ایسے ہی کوئی انتظامی یونٹس یہاں نہیں بنا سکتا - پنجاب میں ایسے تین صوبے آپ بنائیں ، سندھ میں کوئی انتظامی یونٹ ایسا بنائیں نہیں آپ نہیں بنا سکتے ہیں ، یہ قوم سندھی ہے اس کو سندھ صوبہ دیا گیا - اسی طرح پنجاب ، لیکن اس میں پختونوں کے ساتھ ایک بدقسمتی ہوئی وہ یہ کہ ہمیں تقسیم کیا گیا - ہمارے علاقے کے لئے این ڈبلیو ایف پی کا انگریز کا دیا ہوا نام برقرار گیا - اور بقیہ پشتونوں کو بلوچستان صوبے میں رکھ دیا گیا - پاکستان میں تمام قوموں کو اپنا صوبہ دیا گیا ، اور اسکا نام دیا گیا ، پنجاب کے عوام کو اپنی قومیت کی بنیاد پر اپنا نام دیا گیا - آج کوئی جرات کرے کہ پنجاب کے نام کو تبدیل کرے- سندھ کو اپنا نام دیا گیا بلوچوں کو اپنا نام دیا گیا تو کوئی یہ جرات کرے کہ ان ناموں کو تبدیل کرے - اکثریت ہوتی ہے ----

جناب چیئرمین : اس میں میرا خیال ہے کہ غور کر لیں کہ کیا یہ علاقے پہلے بنے ہیں - یعنی پنجاب تو پہلے بن گیا اور وہاں کے رہنے والے پنجابی بن گئے - کیا الٹ تو نہیں ہوا -

جناب عبدالرحیم خان : جناب والا! یہ مسئلہ Socio-Historical ہے -

جناب چیئرمین : بہرحال اس مسئلے پر جتوئی صاحب ہی کوئی اظہار خیال کریں گے کہ پہلے سندھ آیا کہ سندھی آیا -

جناب عبدالرحیم خان : جناب یہ Socio-Historical مسئلہ ہے ------

جناب چیئرمین : پنجاب ایک علاقہ تھا اس کے بعد وہاں جو لوگ رہنے لگے وہ پنجابی کہلائے - پانچ دریاؤں کے نام سے پنجاب بنا اور جو وہاں رہنے والے ہیں پنجابی بن گئے ----- بہرحال جتوئی صاحب کو معلوم ہو گا کہ وہ کیا کہتے ہیں - جی جناب -

جناب عبدالرحیم خان : جناب عالی! بعد میں جو دوست اس ضمن میں بات کرنا چاہیں - میں ان سے اس پر دلیل سے بات کرنے کے کو تیار ہوں - جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ زمین کو آپ نام دیں یا زمین آپ کو نام دے - یہ ایک سماجی تاریخی چیز ہے - اصل چیز یہ ہے کہ پنجابی ایک قومیت ہے اور اسی بنیاد پر اسے فیڈریٹنگ یونٹ کہا جاتا ہے اور اسی طرح سندھی قومیت کو یونٹ ملا - پشتون ایک قومیت ہے لیکن اسے وہ یونٹ نہیں ملا بلکہ اسے تقسیم کر دیا گیا اور اس کے ایک حصہ کو بلوچستان میں شامل کیا گیا جو صحیح نہیں ہے - ابھی وقفہ سوالات کے دوران رحمن بابا کا ذکر آیا تھا ، وہ پشتو بولتے تھے یہ پختونخواہ کے تھے ، پشتون سرزمین کے تھے -

عرض یہ ہے کہ اس آئین سے ہمارا اختلاف ہے لیکن اس آئین کو ہم نے تسلیم کیا کیونکہ اس میں پارلیمانی نظام اور عوام کی ترجمانی کا اصول رکھا گیا تھا اور اسے تحفظ دیا گیا تھا - لیکن میں یہ کہوں گا کہ اس آئین میں مداخلت کی گئی - پیپلز پارٹی نے ، بنیادی اصول میں مداخلت کی - انتخابات غیرجانبدارانہ کرانے ہوتے ہیں اور اسی کے ذریعے سے پارلیمنٹ آ سکتی ہے اور آپ sovereignty express کر سکتے ہیں - ان انتخابات کے غیر جانبدارانہ ہونے میں مداخلت سے ایک ردعمل ہوا اور بجائے اس کے کہ اس اصول

کو پختہ کیا جاتا اور ہمیشہ کے لئے فیڈرل پارلیمانی سسٹم کو protect کیا جاتا ، اسے abuse نہ کیا جاتا، اس پر عمل کرنے کی بجائے یہاں نعرہ دیا گیا ، نظام مصطفیٰ ، نظام مصطفیٰ تو ہمارے اس سسٹم میں ہے ------ پارلیمانی سسٹم نظام مصطفی کے مطابق ہے ۔ لیکن انہوں نے نظام مصطفیٰ کے بہانے یعنی میں یہ کہوں گا کہ اسلام کو یہاں عوام کے خلاف استعمال کر کے مارشل لاء لگا دیا گیا ۔ پھر مارشل لاء نے کیا کیا جناب؟ 1973ء کے آئین کو مکمل طور پر ختم کر دیا ۔ ابھی یہاں جو پارٹیاں بیٹھی ہوئی ہیں وہ کہتی ہیں کہ ہم اسلام کی علمبردار ہیں ۔ یہی لوگ اس حکومت کو مسلسل سپورٹ کر رہے تھے ، میں معافی چاہتا ہوں لیکن وہ سب سپورٹ کر رہے تھے ۔ مارشل لاء کتنے سال لگا رہا ۔ 1977ء سے 1985ء تک مارشل لاء رہا ۔ اس عرصے میں جتنے مارشل لاء ریگولیشنز جاری ہوئے ان سب کی انہوں نے تائید کی اور پھر مجلس شوریٰ بھی بنائی اور آخر میں کیا ہوا؟ آخر میں جناب والا! اس آئین میں جو کچھ تھوڑا بہت پارلیمانی اور فیڈرل سسٹم دیا گیا تھا اسے بھی ختم کر دیا گیا ۔ آٹھویں ترمیم کا کیا مطلب ہے؟ آٹھویں ترمیم کا مطلب ہے کہ وزیراعظم کے اختیارات ختم ۔

(اس مرحلے پر اذان کی آواز ایوان میں سنائی دی)

جناب چیئرمین : جی جناب. ابھی اسے جاری رکھیں ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : ان کی تقریر تک اجلاس جاری رکھیں ۔

جناب چیئرمین : جی رحیم خان صاحب جاری رکھیں ۔

جناب عبدالرحیم خان : جناب والا! 1973ء کے آئین میں جو کچھ موجود تھا ، عوام کے لئے اور عوام کی sovereignty کے لئے federating units کی sovereignty کے لئے ۔ وہ مارشل لاء کے ذریعے ختم کر دیا گیا ۔ اور پھر جب بڑی مشکل سے عوام کی جدوجہد کے نتیجے میں جس میں تمام وہ پارٹیاں ہمارے ساتھ تھیں ، جنہوں نے اس سے پہلے یہ نعرہ لگایا کہ نظام مصطفیٰ لایا جائے بمشکل تمام جمہوریت قائم ہوئی۔ پھر اس میں آٹھویں ترمیم کے ذریعے تمام پارلیمانی اور فیڈریٹنگ سسٹم ختم کر دیا گیا ۔ باقی جو کچھ مارشل لاء والوں نے کیا تھا وہ اپنی جگہ اب انہوں نے صدارتی طرز حکومت بنائی اور اس کے ساتھ unitary طرز حکومت بنی ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں عوام کی sovereignty مکمل طور پر

ختم کی گئی اور جس کا نتیجہ اب ہمارے سامنے ہے - جس دور سے ہم گزر رہے ہیں - ہم معاشی و سیاسی طور پر مختلف بحرانوں کا شکار ہو چکے ہیں - یہاں ہمارے دوست کہتے ہیں جیسے کہ ہم بڑے گنہگار ہیں اس لئے سندھ میں ایسے حالات ہو گئے ہیں - فلاں جگہ ، پنجاب میں ڈاکو اس لئے زیادہ ہیں کہ ہم اس طرح گنہگار ہیں - عوام گنہگار نہیں ہیں - عوام نے مسلسل جمہوریت کے لئے کام کیا ہے - اس ملک کے لئے کام کیا ہے - انصاف کے لئے کام کیا ہے - لیکن آئی جے آئی کے یہ سب لوگ اس آٹھویں ترمیم کی منظوری میں شامل تھے - آج انہیں کیا مسئلہ درپیش ہے - کیوں یہ شریعت بل لا رہے ہیں - لوگ یہ سمجھنا چاہیں گے - بظاہر اس میں بہت صحیح صحیح باتیں ہیں - قرآن و سنت ہے - اسلامی مساوات ہے - بظاہر سب کچھ ہے - لیکن اس میں جناب والا! بہت خطرناک باتیں ہیں - عوام کے لئے ، جمہوریت کے لئے ، جمہوری حقوق اور sovereignty کے خلاف ایک اہم عمل ہے۔ جو عوام کے اقتدار کے خاتمے کے لئے 43 ، 44 سال سے یعنی 1947ء سے شروع ہے ، آج بھی یہ عمل جاری ہے اور وہ sovereignty عوام کو نہیں دے رہے ہیں - جو کچھ تھا اسے ختم کرنا چاہتے ہیں - موجودہ شریعت بل میں جو بنیادی چیز ہے وہ سب کو معلوم ہے - ہمارے آئین میں سربراہ مملکت کے کیا اختیارات ہیں - ایک منتخب اسمبلی کو بلاوجہ وہ کس طرح برطرف کر سکتے ہیں - یہ اپنی جگہ پر لیکن اب مقننہ کے سامنے، پارلیمنٹ کے سامنے حکومت اور وزیراعظم کے جوابدہ ہونے کے خاتمے کے لئے انہوں نے کیا طریقہ نکالا ہے، اس بل میں جناب والا! شق 4 خصوصی اہمیت کی حامل ہے - شق 4 میں انہوں نے کیا رکھا ہے اس میں عدالتوں کو وہ اختیارات دیئے ہیں جو مقننہ کے ہوتے ہیں - جو پارلیمنٹ کے ہوتے ہیں پارلیمنٹ کے اختیارات قانون سازی کے ہیں - ریاست کی جو sovereignty ہے یا ریاست کا جو sovereign posture ہے - جو وہ law making نہیں ہے - وہ ان اختیارات کو ختم کر رہے ہیں - عدالتوں کے جو اختیارات ہوتے ہیں - تمام دنیا میں یہ طے شدہ اصول ہے کہ عدالتیں قوانین کا نفاذ کرتی ہیں - مثلاً ہم قرآن و سنت کو لیتے ہیں - قرآن و سنت source of law ہیں - قرآن و سنت کے سپریم لاء ہونے میں کسے اختلاف ہوسکتا ہے - لیکن جناب والا! وہ کون سا ادارہ ہے جو ان قوانین کو codify کرکے عدالتوں کو اور سوسائٹی کو دیتا ہے یہ کس کا اختیار ہے ، یہ مقننہ کا اختیار ہوتا ہے، یہ پارلیمنٹ کا اختیار ہوتا ہے لیکن یہاں شق 4 میں ایک بنیادی لفظ interpretation کا استعمال کیا گیا ہے - جناب والا! interpretation and explanation کے ضمن میں عدالتوں کے کسی نظام میں آپ یہ نہیں پڑھیں گے ، نہ کبھی کسی مملکت کے نظام عدل میں یہ دیکھیں گے کہ عدالت وہ interpretation بھی کر سکتی ہے جو مقننہ نے نہ کی ہو - یہاں شق 4 میں عدالت اس اصول کے برعکس بھی interpret اور explain کرسکتی ہے جو پارلیمنٹ نے دیا

ہو جناب والا ! ان کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ statute law کو interpret کریں statute law کے معنی ہیں پارلیمنٹ کا دیا ہوا قانون statute law کے معنی ہیں مقننہ کا یا صوبائی اسمبلی کا دیا ہوا قانون - کوئی عدالت اسلام آباد کے ایک کونے میں ہو اور ایک عدالت دوسرے کونے میں ہو - کیا اس عدالت کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی statutory law کو in the name of interpretation in the name of explanation بائی پاس کرکے اپنا interpretation اس میں لگا لے جب کسی جگہ قانون کی ایک سے زیادہ interpretation کا امکان ہو تو اس میں وہ interpretation کی جا سکتی ہے جو اسلامی اصول کے مطابق ہو ، اب اسلامی اصول ہم سب جانتے ہیں جناب والا! دنیا کے ہمارے بڑے بڑے آئمہ مثلاً حضرت امام اعظم صاحب ، امام مالک صاحب ، امام شافعی صاحب اور دیگر بڑے بڑے علماء ان کو explain اور expound کرتے ہوئے یا ان کی تشریحات اور توجیحات کرتے کرتے تھک گئے ہیں لیکن یہاں یہ اختیار ایک عدالت کو دے دیا گیا ہے - اس عدالت کو جو اسلام آباد کے ایک کونے میں واقع ہو وہ ایک statutory law کی ایک interpretation کرے اور اگر اسی اسلام آباد میں کوئی دوسری عدالت ہو تو وہ تمام پارلیمنٹ اور مقننہ کو bypass کرتے ہوئے اپنی تشریح کرے یہ اس بل میں خامیاں ہیں اور پھر شق 2 کے مطابق دو interpretations یا دو explanations یکساں طور پر قابل اطلاق ہوں تو ان دو explanations میں سے وہ، وہ اختیار کرے گا جو آئین میں مندرج principles of policy کے مطابق ہوگی -

اس بل میں جناب والا ! عدالتوں کو یہاں مکمل اختیار دیا گیا ہے - جس پر ہمارا بڑا اہم اعتراض ہے کہ مقننہ یا پارلیمنٹ کے اختیارات اس شق کے ذریعے مکمل طور پر ختم کئے جا رہے ہیں - اس کے معنی یہ ہیں جناب والا! کہ آپ اس سینیٹ میں یا اس پارلیمنٹ میں جو بھی قانون پاس کریں خواہ آپ اس پر گھنٹوں غور کریں اور مختلف Rules of Procedure کے مطابق ہم ان کا جتنا بھی مطالعہ کریں وہ عبث ہے کیونکہ کوئی عدالت بھی اس ایکٹ کے تحت اس پر اپنی مرضی کی interpretation کرسکتی ہے اور ایسے اصول کسی ایک جگہ منضبط نہیں کئے گئے جن کی پابندی کرنا اس کے لئے ضروری ہو- یہاں یہ دلیل دی جا سکتی ہے اور کسی نے دی بھی ہے کہ جناب عدالتیں equity کے اصولوں کے مطابق ان کی interpretation کرتی ہیں لیکن جناب equity کے اصولوں کا آپ کو علم ہے ، یہاں اکثر وکیل بھی بیٹھے ہوئے ہیں - بڑے بڑے جیورسٹ بھی بیٹھے ہوئے ہیں ----- formulate کردیا گیا ہے - پانچ چھ اصول ہیں جو formulated ہیں ، اب وہ ایکٹ کا ایک قسم کا حصہ بن گئے ہیں ، اسی طرح customary law اور usages ہیں - یہاں

دلیل دی جا سکتی ہے اور دلیل دی جائے گی کہ usages اور customary law بھی تو codified نہیں تھے لیکن جہاں بھی customary law رائج رہا اس کو لوگوں نے پہلے ایک شکل میں formulate کیا اور اس کے بعد وہ ایک قسم کا پارلیمنٹ کا ایکٹ بن گیا- اس وقت ہمارا مسئلہ یہ نہیں کہ مدینہ میں جو نظام زندگی تھا اس سے ہم بہتر ہیں یا نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ہماری زندگی معاشی اور سیاسی پہلوؤں میں بڑی پیچیدہ اور آگے چلی گئی ہے اور اس پر اس کی application کرنی پڑے گی ۔

جناب والا! یہاں جو کچھ انہوں نے بل میں دیا ہے اس سے پارلیمنٹ اور مقننہ کے اختیارات مکمل طور پر ختم ہو جائیں گے تو نتیجہ کیا ہو گا - جناب والا! نتیجہ یہ ہو گا کہ اس انتظامیہ کو یہ اختیارات مل جائیں گے جو پارلیمنٹ کو جوابدہ نہیں ہے - ہم اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں کہ sovereignty کے centres of power کہاں کہاں ہیں؟ وہ انتظامیہ جو پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ نہیں وہ اس sovereign body کے ہر قانون سے بالا تر ہو گی - یہاں لفظ عدالت کا استعمال ہوا ہے اور بس ، اور عدالت کا لفظ بھی عام معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی عدالت کے معنی اس ملک کی کوئی بھی عدالت ہو سکتی ہے - کسی جگہ یہ definition نہیں دی گئی کہ عدالت کے معنی سپریم کورٹ ہیں یا فلاں عدالت ہے - definition clause میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا ۔

جناب والا! آپ کو علم ہے سب ساتھیوں ، دوستوں کو یہاں معلوم ہے کہ کوئی بھی ایکٹ جب بنایا جائے تو اس میں سب سے پہلے definition clause دی جاتی ہے - اس تمام ایکٹ کو پڑھنے کے لئے اس کی روشنی میں جانا پڑتا ہے - جب آپ interpretation کریں گے یا کوئی عدالت interpretation کرے گی تو اسے اس فریم ورک میں کرنا ہو گی اور میں یہ کہوں گا کہ مقننہ ایک قانون ساز ادارہ ہے - عدالت قانون ساز ادارہ نہیں ہے ، مقننہ اس کے حقوق اور ذمہ داریوں کو define کرے گی - قانون ہمارے لئے زندگی کا رویہ متعین کرتا ہے ، اب عدالت نے کیا کرنا ہے - عدالت نے ایک انفرادی کیس میں اس کا اطلاق کرنا ہے ، عدالت نے قانون نہیں دینا بلکہ اگر اس قانون کی خلاف ورزی کر کے میرے حقوق کو کوئی مجروح کرے گا یا نقصان پہنچائے گا تو میں عدالت میں جاؤں گا اور اس کی روشنی میں عدالت اس قانون کا اس خاص کیس پر اطلاق کرے گی اور میرے یا دوسری پارٹی کے حقوق و ذمہ داریوں کا تعین کرے گی لیکن یہ تعین کرنا اس عدالت کا کام نہیں ہے- حقوق و ذمہ داریوں کے تعین کا کام پارلیمنٹ اور مقننہ کا ہے ۔

جناب والا! عرض یہ ہے کہ ان تمام مشکلات کے باوجود اب یہاں ہماری ایک

پارلیمنٹ موجود ہے ایک مقننہ موجود ہے ، جس میں لوگ اپنے مسائل بیان کرتے ہیں - اب پولیس کی آپ اصلاح کر رہے ہیں - آپ پولیس کی کیا اصلاح کریں گے - میں یہ عرض کروں گا کہ آپ پولیس کی اس وقت تک اصلاح نہیں کر سکتے جب تک آپ ایک بااختیار مقننہ قائم نہ کریں ، جب تک آپ مقننہ کے سامنے پولیس اور اس کے افسروں کو جوابدہ نہیں بنائیں گے آپ کبھی پولیس کی اصلاح نہیں کر سکیں گے - آپ یہ کریں گے کہ پولیس پر بالا ایک کمیٹی بنائیں گے ، پھر کیا ہو گا ، یہ ہو گا کہ پہلے ہم پولیس کو پانچ روپے رشوت دیتے تھے - اب ایک نئی کمیٹی بن جانے سے ہمیں چھ روپے دینے پڑیں گے - اس قسم کی اصلاح کے لئے جناب والا! جتنے بھی آپ کمیشن بنائیں گے اس کے لئے ایک بنیادی اور واحد ذریعہ sovereign representative legislature ہے جس میں ہم وزراء صاحبان سے سوال پوچھتے ہیں اور وہ وزراء پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں اور جب آپ یہ تمام پروسیجر ختم کریں گے تو پھر کیا ہو گا ، وہاں عدالت کا جج کوئی ایک ایسا شخص ہو گا جس کا بے ادبی معاف ، مبلغ علم نہیں ہے ، اس کا اتنا مبلغ علم ہی نہیں ہے کہ وہ اسلامی قوانین کو interpret کر سکے تو کیا ہو گا - یہاں ہم نے لکھا ہے کہ بڑے بڑے امام اور علماء کی interpretation کو مانا جائے گا - اب ہماری جو عدالتیں ہوں گی وہ ایسا نہیں کر سکیں گی ویسے بھی ہماری پریکٹس یہ ہے کہ ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ سماعت کے دوران قوانین کے اطلاق کی interpretation کرتی ہیں۔ ادنیٰ عدالتوں میں ایسی باتیں نہیں کرتیں - جناب والا! اس بل میں بنیادی طور پر پارلیمنٹ آئین اور آئین کے تحت تمام اداروں کی نفی کی گئی ہے۔ یہاں اس بل کے pre-amble میں لکھا ہوا ہے کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس کا اظہار عوامی نمائندوں کے ذریعے ہوتا ہے - یہ بل اس کی خلاف ورزی ہے -

جناب والا! یہ بڑی بنیادی باتیں ہیں ، ہم اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے معاشرے سے یہ برائیاں دور ہو جائیں - ہم قائل ہیں کہ ہمارے معاشرے سے رشوت خوری ختم ہو جائے - پولیس کا ظلم دور ہو جائے - لیکن جناب والا! پولیس کا ظلم ، رشوت خوری ، فحاشی ختم نہیں ہوگی جب تک اس ملک کو ایک نمائندہ پارلیمنٹ یا مقننہ آپ نہیں دیں گے - قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے یہ اس وقت تک ہم نہیں کر سکیں گے جب تک آپ اس ملک کو ایک پارلیمنٹ نہ دیں اور حکومت کو نمائندوں کے سامنے جوابدہ نہ بنائیں - جناب والا! آئین کے پارٹ 9 میں یہ سب کچھ دیا گیا ہے جو اس شریعت بل میں دینے کا دعویٰ کیا جاتا ہے - مجموعی طور پر یہ شق پارلمنٹ کی sovereignty کو ختم کر رہی ہے ، مقننہ کی sovereignty کو ختم کر رہی ہے -اس کے

علاوہ آپ کے پاس عدلیہ ہے - آپ کے پاس فیڈرل شریعت کورٹ ہے - آپ کے پاس اسلامی نظریاتی کونسل ہے جس کے فنکشنز میں وہ سب کچھ ہے جو یہاں لکھا ہے -

Islamization of aducation, Islamization of economy.

جو کچھ فنکشنز آپ نے ان کمشنوں کو دیئے ہیں وہ فنکشنز ادا کرنے کے لئے آپ کے پاس پہلے ہی سے ادارے موجود ہیں - قرآن و سنت کے مطابق معاشی طور پر سیاسی طور پر ، ثقافتی طور پر ملک کو چلانے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت اور پھر سپریم کورٹ جیسے ادارے موجود ہیں - ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم اس سلسلے میں قانونی اقدامات اٹھا رہے ہیں -

جناب والا! آپ نے تو باڈی بنانی ہوتی ہے اور وہ باڈی پہلے ہی اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کی شکل میں موجود ہے - وہ ایک آئینی ادارہ ہے ، وہ سب کچھ آپ کو دے سکتا ہے ، آپ نے کیوں اس سے مطالبہ نہیں کیا - آئین میں صاف لکھا ہوا ہے کہ وہ باقاعدہ سات سال میں فائنل اور ہر سال عبوری رپورٹ میں اپنی سفارشات پیش کرے گی - جب یہ موجود ہے تو پھر دوسرا کوئی کمیشن مثلاً تعلیم کے بارے میں یا معیشت کے بارے میں بنانے کی کیا ضرورت ہے - پہلے ہی ایسے آئینی ادارے موجود ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے ان آئینی اداروں کی نفی کرنی ہے اگر کوئی ایسی بات ہے جس میں ان کی سفارشات مطلوب ہیں تو آپ اس آئیٹم کو اسلامی کونسل کے حوالے کر دیں - آئین میں اسلامی کونسل کے بارے میں سب کچھ واضح ہے اور جو کچھ فنکشنز ایجوکیشن کمیشن یا مالیاتی کمیشن کو دیئے گئے ہیں وہ سب اسلامی کونسل کے فنکشنز میں موجود ہے - اب اس کمیشن کے کیا معنی ہیں - اس کمیشن کے معنی یہ ہیں کہ آپ اسلامی نظریاتی کونسل اور دوسرے اداروں کی نفی کر رہے ہیں - جناب والا! جو کچھ اس میں دیا گیا ہے یعنی موجودہ نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنا اس کی بھی آپ نفی کر رہے ہیں - اس آئین کے ہوتے ہوئے میں کہوں گا ایسے کسی شریعت بل کی ضرورت نہیں ہے جب آپ اس (پارلیمنٹ) کے تمام اختیارات ختم کر دیں گے تو پھر آگے کیا ہوگا بڑا confusion ہو گا - فقہی مسائل بڑے پیچیدہ ہوتے ہیں - آپ ایک سوال علماء کے سامنے رکھیں - اس پر بحث کریں - قرآن و سنت کے مطابق اسے define کریں جناب والا! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس پر اخبارات کے لاکھوں صفحات پر بحث محیط ہوگی لیکن ہم کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکیں گے - آپ اسکی definition, interpretation and explanation کے لئے ایک بالکل نیا محاذ کھول رہے ہیں جس سے عوام اس میں الجھ جائیں گے اور ہمارے مسائل جو ہیں وہ اپنی جگہ پر قائم رہیں گے جو لوگ یہاں exploitation کر رہے ہیں جو لوگ یہاں عوام کی نمائندگی

کے خلاف ہیں وہ آرام سے عوام کو لوٹ سکیں گے ، ان کے نمائندگان کو لوٹ سکیں گے اور کبھی بھی پاکستان میں جمہوریت پنپ نہیں سکے گی -

جناب والا! ایک اور اہم بات یہاں ہمارے ایک ساتھی نے کہی اور پرانی تہذیبوں کے حوالے سے بات کی - میں عرض کروں گا کہ تمام دنیا کی جو تہذیبیں ہیں وہ ایک عمل کا تسلسل ہیں ، ایک تہذیب بنی پھر اس سے اوپر کی طرف زندگی جاتی ہے یہاں انہوں نے گندھارا تہذیب کا ذکر کیا جناب والا! گندھارا اگر نہ ہو ، محمد علی ہوتی صاحب کی اجازت ہو تو عرض کروں گا کہ محمد علی ہوتی صاحب نہیں ہونگے - یہاں ہڑپہ کلچر کا ذکر کیا گیا ، جب تک پنجاب کے عوام کے پاس ہڑپہ کا پرانا کلچر نہ ہو اور اس سے اوپر کا نہ ہو تو آج کا پنجاب ، آج کا پنجابی کلچر ، پنجابی زبان اور آج کے ہمارے بڑے بڑے جو صوفی ہیں وہ نہیں ہوں گے - آج کا صوفی ایک دم from nothing پیدا نہیں ہوا - آج کا رحمان بابا from nothing پیدا نہیں ہوا ، رحمان بابا پشتون ثقافت سے گندھارا سے پیدا ہوا اور یہ تسلسل ہے دنیا میں جو بھی اچھے اصول ہوتے ہیں ان کو انسان اختیار کرتے ہیں۔ اسلامی اصول تمام مسلمانوں نے اپنائے ہیں ، ان اصولوں کو ہم پشتون سوسائٹی ، پنجابی سوسائٹی میں لیتے ہیں یہ نہیں ہے کہ اس کو رد کر دیں -

جناب والا! اس بل میں ایک اور لفظ بھی ہے عربی زبان کا ، عربی زبان کا ہم احترام کرتے ہیں - یہ ہماری قرآنی زبان ہے ، جناب والا! 45 سال میں کسی کو بھی توفیق نہیں ہوئی کہ پشتو کو بھی ذریعہ تعلیم بنائے - ٹھیک ہے عربی کو بنائیں صحیح بات ہے لیکن ہم جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ، ہم اردو نہیں بول سکتے - ابھی ہمیں انگریزی پڑھائیں پھر عربی پڑھائیں اور قدم بقدم ہمارا کام صرف یہی ہو قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے ہمارے پشتو میں ایک کتاب ہے اس سے ہم اسلام کو سمجھتے ہیں - اس میں پہلا فقرہ یہ ہے -

"یہ پشتو مے دین بیان کڑ تاتہ مے آسان کڑ"

ترجمہ :
ہم نے پشتو میں دین بیان کیا اور تمہارے لئے آسان کیا ، ہم تو اردو میں دین کو نہیں سمجھ سکتے ہم عربی میں کیسے سمجھیں گے ، ہم انگریزی میں کیسے سمجھیں گے ، لیکن ہمارے جذبات اچھے ہیں کیونکہ ہم مسلمان ہیں ، اسلام کے لئے ہمارے اچھے جذبات کو ہمارے خلاف استعمال کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ عربی کو مانتے ہو یا نہیں - اگر ہم کہیں کہ بابا عربی کو ہمارا ذریعہ تعلیم نہ بناؤ آپ عربی کو دفتری زبان نہ بناؤ تو کہتے ہیں کہ تم کافر ہو -

ہم کہتے ہیں کہ ہمارا حق ہمیں دے دو - ہم مسلمان ہیں - ہمیں اسلامی مساوات کے مطابق حق دیجیئے ، پختونوں کو حق دیجیئے دیگر شہریوں کو حق دیجیئے - وہ کہتے ہیں کہ تمہارا گناہ یہ ہے کہ تم مسلمان ہو لہٰذا تمہارا پانی ہمارا ، تم مسلمان ہو اس لئے تمہارے جنگل ہمارے - ان سے میں یہ کہوں گا کہ یہ abuse of Islam ہے یہ اسلام نہیں ہے - ہم مجبور ہیں کہ ہم یہاں عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ کہیں کہ مہربانی کریں کہ اسلام جو ہے ---(مداخلت)

جناب چیئرمین : آپ وائنڈ اپ کریں ، میرے خیال میں خان صاحب کافی وقت ہوگیا ہے -

جناب عبدالرحیم خان : جی ، میں مختصراً بات کرتا ہوں -عرض یہ ہے کہ مجموعی طور پر جو کچھ بھی شریعت بل میں ہے اسلام کے حوالے سے ، پاکستان کے حوالے سے ، عوام کی آزادی کے حوالے سے بھی ، صوبوں کی خود مختاری کے حوالے سے ، میں کہوں گا کہ یہ شریعت کی نفی ہے - جذبات میں لوگوں کو لا کر یہ کہنا کہ جی ، شریعت بل پاس ہو رہا ہے ، اور اس سے ہم بڑے خوش ہیں ، یہ بالکل ایسا نہیں ہے اس لئے آپ مہربانی کر کے آئین کے مطابق یہ سارے معاملات اسلامی کونسل کے حوالے کر دیں یعنی ان کو ریفر کریں اور وہ جو سفارش کریں اسے یہاں لے آئیں ، ہم پارلیمنٹ میں اس کو منظور کریں گے، اس پر قانون سازی کریں گے ، لیکن آپ ایسے اختیارات کسی اور ادارے کو نہ دیں جس سے کہ اس تمام structure کی نفی ہوتی ہو -

جناب والا! یہ میری معروضات تھیں جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہیں - آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے -

جناب چیئرمین : شکریہ! وزیر قانون صاحب ، اب کیا پروگرام ہے ، کیا آج شام کا اجلاس ہو یا نہ ہو -

چوہدری امیر حسین : میں نے sense of the House لی ہے ، ممبران سے بات کی ہے ، سب کا خیال ہے کہ آج تو ایک ہی اجلاس ہو اور کل سے دو اجلاس کر لئے جائیں -

جناب چیئرمین : جناب محمد علی خان صاحب ، آپ کوئی موشن پیش کرنا چاہتے ہیں -

MOTION UNDER RULE 236

جناب محمد علی خان : جی وہ موشن پرائیویٹ ممبرز ڈے کے متعلق ہے -

Sir, I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of Rule 22 of the said Rules regarding precedence of private members business on Sunday be dispensed with for the sitting to be held on Sunday, the 26th of May, 1991, in order to continue further discussion on the motion that the enforcement of Shariah Bill, 1991, be taken into consideration.

Syed Abdullah Shah: I oppose it.

Mr. Abdur Rahim Khan: I also oppose it.

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے آپ oppose کر رہے ہیں -

Syed Abdullah Shah: Sir, you put it to the House.

جناب چیئرمین : ان چیزوں پر ووٹنگ نہیں ہوتی ہے -

سید عبداللہ شاہ : ہم ووٹنگ کے لئے نہیں کہہ رہے ہیں -

جناب چیئرمین : ان چیزوں پر بحث نہیں ہوتی ہے -

Syed Abdullah Shah: Sir, I am not asking for discussion or for voting because we know we are not in majority, they can pass anything they like. I will humbly submit before you Sir, that there is

no need for making such a motion. When we are ready and prepared to sit even at night. Let us have our Private Members Day tomorrow. We will pass the Bill. They can get it passed. There is no problem. I don't know why are they moving a motion for suspension of the rules? Sir, the rule is very specific. You know it very well. I need not read it before you. It can not be done. So, why they are going to change the rule just for the sake of passing this Bill. We say we are going to pass the Bill. Alright, you can get it passed. Let us have Private Members Day tomorrow. We can have two sessions, three sessions for this and we will not leave this House even if we have to sit for the whole day and whole night. We are Senators, we will be sitting here to proceed with the business.

جناب عبدالرحیم خان : جناب چیئرمین! میں اگر رولز کو صحیح طور پر سمجھ سکا ہوں تو رولز کے مطابق اس قسم کی موشن پیش نہیں کی جا سکتی -

جناب چیئرمین : موشن تو پیش کی جا سکتی ہے یہ اکثر کرتے ہیں -

جناب عبدالرحیم خان : لیکن کس رول کے تحت کرتے ہیں -

جناب چیئرمین : قاعدہ 236 کے تحت یہ چیز move کی جا سکتی ہے -

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب والا! اتنی بھی کیا جلدی ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر اسے زیر بحث لانا ہے اور کل ہی سب کچھ کرنا ہے -

جناب چیئرمین : اس پر ابھی دن لگیں گے -

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب ایک پرائیویٹ ممبرز ڈے کیوں ختم کر رہے ہیں - ہم بیٹھنے کے لئے تیار ہیں ، دو سیشن کر لیں ، تین سیشن کر لیں - لیکن پرائیویٹ ممبرز ڈے نہ ختم کریں -

جناب چیئرمین : مجھے یہ understanding دی گئی ہے کہ وہ آپ کو اس کا متبادل دن دیں گے ۔

This is what I have been told.

جب یہ بحث ختم ہو جائے گی تو گورنمنٹ بزنس ڈے کی بجائے پرائیویٹ ممبرز ڈے دیا جائے گا ۔

چوہدری امیر حسین : جناب ، میں بھی یہی عرض کرنا چاہتا تھا ۔

Mr. Chairman: Is it correct?

Ch. Amir Hussain: Yes.

Mr. Chairman: This is the understanding. So, I will put the motion before the House.

It has been moved by Mr. Muhammad Ali Khan under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the requirement of Rule 22 of the said Rules regarding precedence of private members business on Sunday be dispensed with for the sitting to be held on Sunday, the 26th of May, 1991, in order to continue further the discussion on the motion that the enforcement of Shariah Bill, 1991, be taken into consideration.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried. Now we will adjourn the House till tomorrow. So, the House is adjourned to meet again tomorrow morning at 10.00 A.M.

[The House then adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Sunday, May 26, 1991]

PCPPI—4753(92) Senate—26-12-92—300.